مولانا محمد اسحاق بھٹی اور ان کی تصانیف

محمد رمضان یوسف سلفی (رکن مجلس ادارت صحیفہ اہل حدیث کراچی)

مولانا محمد اسحاق بھٹی، برصغیر پاک و ہند کے مشاہیر اہل قلم سے تھے۔ انہوں نے تصنیف و تالیف، تاریخ، صحافت اور شخصی خاکہ نگاری میں نام پیدا کیا اور شہرت دوام حاصل کی ہے۔ وہ بلا شرکت غیرے عصر حاضر کے عظیم مؤرخ، بلند پایہ مصنف اور خاکہ نویس تھے 70 سال اپنے قلم سے دین اسلام اور اردو زبان و ادب کی خدمت کی۔ مختلف موضوعات پر ان کی کئی دینی، علمی، تاریخی اور سیرو سوانح پر کتب زیور طباعت سے آراستہ ہو کر منصۂ شہود پر آ کر لوگوں سے داد و تحسین حاصل کر چکی ہیں۔

شخصیت نگاری بھٹی صاحب کا من پسند موضوع تھا۔ اس پر ان کے گوہر بار قلم نے خوب جوہر دکھائے ہیں بھٹی صاحب کی تصنیفی خدمات کا دائرہ دور تک پھیلا نظر آتا ہے، جس خوب صورت اور دل کش پیرائے میں انہوں نے مقتدر شخصیات کے ''شخصی خاکے'' تحریر کئے ہیں اس کو دیکھتے ہوئے ہم انہیں اس فن کا امام کہہ سکتے ہیں ان کی تحریروں میں حد درجے کی شگفتگی اور سلاست پائی جاتی ہے، ان کا اسلوب نگارش دل نشیں ہے۔ ان کے لکھے ہوئے سوانحی خاکے پڑھ کر ایسے محسوس ہوتا ہے جیسے وہ شخصیات میدان زندگی میں متحرک اور سرگرم عمل ہیں اور ہم ان سے ہمکلام ہیں۔ عظیم ادیب و مصنف محترم مشفق خواجہ (وفات 20 فروری 2005ء) کے الفاظ میں......

''شخصیات پر لکھنے والا آپ سے بہتر اس وقت کوئی نہیں ہے آپ لکھتے نہیں، کار مسیحائی فرماتے ہیں۔ جسے مُردوں کو چلتے پھرتے دیکھنا ہو وہ آپ کے مضامین پڑھ لے۔ آپ خوش قسمت ہیں کہ آپ نے کیسی کیسی منتخب روزگار شخصیات کو دیکھا، وہ لوگ بھی کچھ کم خوش نصیب نہیں جو آپ کے توسط سے یعنی آپ کے مضامین پڑھ کر ان شخصیات کو قریب سے دیکھتے ہیں میں بھی ایسے خوش نصیبوں میں شامل ہوں''

بلاشبہ اللہ رب العزت نے بھٹی صاحب کو علم و فضل اور عمل و کردار کی بہت سی خوبیوں سے مالا مال کیا تھا۔ ان کا علم پختہ اور حافظہ قوی تھا۔ جو بات پڑھ لی یا کسی سے سن لی وہ ان کے حافظے کی گرفت میں مضبوطی سے آ گئی ہر شعبہ زندگی سے تعلق رکھنے والے سینکڑوں لوگوں اور جماعتی تاریخ کے بے شمار واقعات ان کی لوح ذہن پر نقش تھے۔ جب وہ ان واقعات کو اپنی تحریروں میں مناسب مواقع پر درج کرتے تو قاری ان کو پڑھ کر بے اختیار داد دینے لگتا۔

مولانا اسحاق بھٹی صاحب بہت سی خوبیوں کے مالک تھے۔ اخلاق و عادات' محبت و خلوص' انسان دوستی' ملنساری' مہمان نوازی' سادگی اور مروت میں مثالی اور بہت ہی پیارے انسان تھے۔ ان کی خوش طبعی' بذلہ سنجی' لطیفہ گوئی اور باغ و بہار شخصیت دوسرے کو متاثر کرتی۔ ان کی دلآویز شخصیت کا یہی رنگ ان کی تحریروں میں بھی نمایاں دکھائی دیتا ہے۔

مولانا محمد اسحاق بھٹی 15 مارچ 1925ء کو کوٹ کپورہ (ریاست فرید کوٹ) میں پیدا ہوئے انکے والد کا نام میاں عبد المجید بھٹی اور دادا کا اسم گرامی میاں محمد تھا۔ میاں محمد نہایت نیک اور متورع انسان تھے' دین داری' تقویٰ' صالحیت اور ورع وعفاف کے زیور سے آراستہ تھے ان کے قلب و ذہن پر اسلامی تعلیمات کے گہرے نقوش ثبت تھے۔ وہ اپنے دل میں اسلام کی سچی محبت اور جذبہ رکھتے تھے۔ انہوں نے اپنے اس پوتے محمد اسحاق کو شروع دن سے ہی علم و عمل کی راہ پر ڈال دیا تھا اور اسلامی تقاضوں کے مطابق اس کی تربیت کرنا شروع کر دی تھی۔ نماز کے لئے وہ انہیں ساتھ لے کر مسجد جاتے' آٹھ سال کے تھے کہ دادا نے گھر میں ہی ان کو قرآن مجید پڑھانا شروع کر دیا۔ تیسویں پارے کی دس بارہ سورتیں حفظ کروائیں اور اردو کی چند کتب بھی پڑھا دیں مولوی رحیم بخش کی ''اسلام کی کتاب'' اول تا چہارم بھی پڑھا دی اور حافظ محمد لکھوی مرحوم کی پنجابی شعروں پر مشتمل منظوم کتب' انواے محمدی' زینت الاسلام اور احوال لآخرت بھی پڑھا دی تھیں۔ 1934ء میں مولانا محمد اسحاق بھٹی صاحب جب چوتھی جماعت کے طالب علم تھے تو ایک دن ان کے دادا محترم انہیں لے کر مولانا عطاء اللہ حنیف رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ از راہ کرم اسے قرآن مجید کا ترجمہ اور تاریخ اسلام کے علاوہ اس کے فہم کے مطابق

دینی مسائل کی کتب پڑھا دیا کریں۔

مولانا عطاء اللہ حنیف اس وقت کوٹ کپورہ کی جامع مسجد کے خطیب تھے۔ اورانہوں نے یہیں درس وتدریس کا سلسلہ بھی شروع کررکھا تھا۔ چنانچہ مولانا محمد اسحاق بھٹی صاحب نے مولانا عطاء اللہ حنیف سے ترجمۃ القرآن اور قاضی محمد سلیمان منصور پوری کی شہرہ آفاق کتاب ''رحمۃ للعالمین'' پڑھنے لگے اور انہوں نے اڑھائی تین ماہ میں رحمۃ للعالمین کو پڑھ لیا۔ آپ ذہین طباع طالب علم تھے' حافظہ قوی تھا' جو سبق پڑھتے مستحضر ہوجاتا۔ ان کے استاد گرامی مولانا عطاء اللہ اپنے اس ہونہار اور لائق شاگرد سے بہت خوش تھے۔ مولانا عطاء اللہ حنیف کی خدمت عالیہ میں رہ کر بھٹی صاحب نے مروجہ علوم وفنون اور تفاسیر واحادیث کی کتب پڑھیں اور درس نظامی کی تکمیل کی۔ تحصیل علم کے لئے بھٹی صاحب مرکز الاسلام لکھوکے میں بھی مولانا عطاء اللہ مرحوم کی خدمت میں رہے اور دو سال جامع مسجد گنبد والی فیروز پور میں بھی زیر تعلیم رہے۔ 1940ء میں مولانا عطاء اللہ حنیف صاحب کے حکم پر گوجرانوالہ کا رخ کیا اور دو سال مولانا حافظ محمد گوندلوی اور مولانا محمد اسماعیل سلفی کی خدمت میں رہ کر صحیح بخاری' صحیح مسلم اور بعض دوسری کتب پڑھ کر سند فراغ حاصل کی۔

تحصیل علم کے بعد مولانا محمد اسحاق بھٹی صاحب ایک سال محکمہ انہار ہیڈ سلیمان کی میں کلرک رہے۔ پھر مارچ 1943ء سے 1947ء تک مدرسہ مرکز الاسلام میں فریضہ تدریس انجام دیتے رہے۔ اس دوران انہوں نے آزادی کی تحریک میں بھی بھرپور حصہ لیا اور فرید کوٹ جیل میں قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔ آپ 1946ء سے 1947ء تک ریاست فرید کوٹ کی پرجا منڈل کے سیکرٹری رہے۔ ریاستی پرجا منڈل پنجاب ریاستوں میں کانگرس کی بدل تھی۔ اس کے صدر گیانی ذیل سنگھ تھے جو بعد میں ہندوستان کے صدر بنے۔

تقسیم ملک کے بعد مولانا محمد اسحاق بھٹی صاحب 21 اگست 1947ء کو چھوٹے بڑے ایک سو تیں افراد کے ساتھ کوٹ کپورہ سے قصور پہنچے اور اکتوبر 1947ء میں اپنے خاندان کے ہمراہ چک نمبر 53 گ ب منصور پور ڈھیسیاں (تحصیل جڑانوالہ' ضلع فیصل آباد) آگئے اور انہوں نے اس گاؤں میں سکونت اختیار کرلی۔

جولائی 1948ء میں بھٹی صاحب کی زندگی کا نیا دور شروع ہوا اور وہ 24 جولائی 1948ء کو دارالعلوم تقویۃ الاسلام لاہور میں منعقدہ مرکزی جمعیت اہل حدیث کے تاسیسی اجلاس میں شریک ہوئے۔ پھر کچھ عرصہ بعد انہیں مولانا عطاء اللہ حنیف صاحب کے ذریعے مستقل لاہور بلوا کرانہیں مرکزی جمعیت اہل حدیث کا ناظم دفتر بنا دیا گیا اور آپ پندرہ سال مرکزی جمعیت کے صدر مولانا سید محمد داؤد غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں رہے اور انہوں نے مولانا غزنوی مرحوم کے ساتھ مل کر جماعت کی تعمیر و ترقی کے لئے بہت کام کیا۔

19 اگست 1949ء کو گوجراں والا سے ہفت روزہ الاعتصام کا اجراء ہوا۔ مولانا محمد حنیف ندوی اس کے مدیر بنائے گئے۔ کچھ عرصے بعد مولانا محمد اسحاق بھٹی صاحب کو ان کا معاون مدیر بنا کر گوجرانوالہ بھیج دیا گیا۔ اس دور میں جمعیت کے ناظم دفتر اور الاعتصام کے معاون مدیر کی ذمہ داری بھٹی صاحب پر تھی۔ بھٹی صاحب پہلے الاعتصام کے معاون مدیر اور پھر مدیر بنائے گئے اور انہوں نے سولہ سال الاعتصام کے ادارتی فرائض انجام دیئے۔ مولانا بھٹی صاحب نے معاون ایڈیٹر کی تشریح اپنے اسلوب خاص میں ایک مضمون میں کچھ اس طرح کی ہے۔ لکھتے ہیں...... ''معاون ایڈیٹر کا لفظ تو میں نے لکھ دیا ہے لیکن بات یہ ہے کہ میں اخبار میں خاکروب بھی تھا' چپڑاسی بھی تھا' کلرک بھی تھا' مینجر بھی تھا۔ اس سے آگے عرض کروں کہ بعض دفعہ اداریے اور شذرات بھی لکھا کرتا تھا۔ کتنے ہی شماروں میں ایسا ہوتا کہ مولانا حنیف ندوی' وزیر بے محکمہ'' کی طرح پورے پرچے میں ''مدیر بے تحریر'' ہوتے اور ہر سطر ہر پیرے اور ہر صفحے پر ہمارا سکہ چلتا تھا۔''

15 مئی 1951ء کو مولانا حنیف ندوی ادارہ ثقافت اسلامیہ میں چلے گئے تو مرکزی جمعیت اہل حدیث کی طرف سے ''الاعتصام'' کی تمام تر ذمہ داری مولانا محمد اسحاق بھٹی صاحب کے سپرد کر دی گئی۔ اور آپ 30 مئی 1965ء تک اس سے منسلک رہے۔ اس دوران جنوری 1958ء میں آپ نے سہ روزہ منہاج جاری کیا۔ یہ اخبار چودہ مہینے جاری رہا۔ اس کے مضامین بڑے معیاری' علمی اور تحقیقی ہوتے تھے۔ موقع کی مناسبت سے حالات حاضرہ پر بڑی عمدگی سے روشنی ڈالی جاتی تھی۔ اپنے دور کا یہ ایک معیاری اخبار تھا۔ اس اخبار کو جماعت اہل حدیث کے

حلقوں میں بڑی مقبولیت حاصل ہوئی لیکن بعض ناگزیر حالات اور مالی مشکلات کے باعث کافی خسارہ اٹھانے کے بعد بالآخر اپریل 1959ء میں اس اخبار کو بند کر دیا گیا اور بھٹی صاحب نے اخبار نکالنے کے شوق سے ہمیشہ کے لئے توبہ کر لی۔ الاعتصام کی سولہ سال ادارت سے علیحدگی کے بعد بھٹی صاحب نے پروفیسر سید ابوبکر غزنوی کے اصرار پر ماہنامہ ''توحید'' کی ادارت قبول کی۔ یہ اخبار جولائی 1965ء میں بڑی شان سے چھپا پہلا صفحہ رنگین گیٹ اپ' کاغذ' مضامین' ہر اعتبار سے دیدہ زیب اور دلکش' لیکن کچھ عرصہ بعد بھٹی صاحب اخبار ''توحید'' سے بھی الگ ہو گئے۔ اور ان کے علیحدہ ہونے کے تھوڑے عرصے بعد ''توحید'' اپنی اشاعت کے چار پانچ ماہ پورے کر کے بند ہو گیا۔

مولانا محمد اسحاق بھٹی صاحب مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے قیام 24 جولائی 1948ء سے 30 مئی 1965ء تک باقاعدہ مرکزی جمعیت اہل حدیث سے وابستہ رہے۔ ابتداء میں ناظم دفتر اور پھر الاعتصام کے معاون مدیر اور پھر ایڈیٹر کی حیثیت سے۔ اس طویل عرصے میں انہیں اکابرین جماعت کے ساتھ مل کر جماعتی کام کرنے کا خوب موقع ملا۔ مرکزی جمعیت اہل حدیث کے صدر مولانا سید محمد داؤد غزنوی مرحوم ان پر بے پناہ اعتماد کرتے تھے۔ اور جمعیت کے ناظم اعلیٰ مولانا محمد اسماعیل سلفی مرحوم کو بھی اپنے اس شاگرد رشید پر ناز تھا۔ مولانا محمد حنیف ندوی بھی ان کی علمی و ادبی صلاحیتوں سے بہت خوش تھے اور مولانا عطاء اللہ حنیف مرحوم بھی اپنے اس لائق شاگرد کی تحقیقی کارکردگی پر فخر کرتے تھے۔ بھٹی صاحب نے ان عالی قدر بزرگوں کے سایہ شفقت میں رہ کر ان سے علمی و عملی طور پر مستفید ہونے کی سعادت حاصل کی۔ ہماری جماعتی تاریخ کا بہت سا حصہ ایسا ہے جس کے عینی شاہد فقط بھٹی صاحب ہیں۔ جماعت اہل حدیث کی تاریخ اور اکابر علماء کے بہت سے واقعات ان کی لوح ذہن پر نقش ہیں اور ان میں اکثر واقعات کو انہوں نے اپنی تحریروں میں صفحۂ قرطاس پر مرتسم کیا ہے۔ یہ بہت بڑی خدمت ہے جو انہوں نے اکابرین جماعت کے حالات و واقعات کو تحریری صورت میں لا کر انجام دی ہے۔

گذشتہ سطور میں میں نے مؤرخ اہل حدیث مولانا محمد اسحاق بھٹی صاحب کے مختصر حالات

زندگی اور ان کی صحافتی خدمات کا اجمالی سا تذکرہ کیا ہے۔ جو قارئین اس کی تفصیل جاننا چاہیں وہ راقم کی کتاب ''مؤرخ اہل حدیث مولانا محمد اسحاق بھٹیؒ حیات و خدمات' کا مطالعہ فرمائیں یہ کتاب فروری 2011ء میں مولانا محمد علی جانباز رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند گرامی مولانا عبدالحنان جانباز حفظہ اللہ نے جامعہ رحمانیہ ناصر روڈ سیالکوٹ کی طرف سے شائع کی تھی۔

اکتوبر 1965ء میں ادارہ ثقافت اسلامیہ سے انسلاک کے بعد بھٹی صاحب کی زندگی کا ایک اور دور شروع ہوتا ہے۔ اس دور میں بھٹی صاحب نے تصانیف و تراجم کا جو سلسلہ شروع کیا تھا وہ دور تک پھیلا دکھائی دیتا ہے۔ بھٹی صاحب نے اب تک جو تحریری کام کیا ہے اس کی نوعیت کچھ اس طرح ہے (1) تصانیف و تراجم (2) اخباری مضامین و مقالات (3) اخباری اداریے اور شذرات (4) کتابوں پر تبصرے (5) بہت سی کتابوں پر مقدمات۔ یہ تمام تحریریں اگر کتابی سائز میں منتقل کی جائیں تو چالیس ہزار سے زائد صفحات پر مشتمل ہوں گی۔ ریڈیو اور ٹیلی ویژن کی 34۔35 سال کی تقریروں کے بے شمار صفحات اس کے علاوہ ہیں متعدد کتابوں کی ایڈیٹنگ (ادارت) بھی اس میں شامل نہیں۔

یہ بہت بڑی تحریری خدمت ہے جو بھٹی صاحب نے سرانجام دی ہے۔ اب ملاحظہ فرمائیے مولانا محمد اسحاق بھٹی صاحب کی علمی و تحقیقی تصانیف کا تعارف اس کا آغاز ادارہ ثقافت اسلامیہ سے ہوتا ہے۔

ادارہ ثقافت اسلامیہ 1950ء میں ڈاکٹر خلیفہ عبدالحکیم مرحوم نے قائم کیا تھا۔ انھوں نے ادارے کے لیے تھوڑے عرصے میں ہی بہت سی علمی اور نابغہ عصر شخصیات کی خدمات حاصل کر لی تھیں۔ خلیفہ صاحب نے 1959ء میں وفات پائی۔ مولانا اسحاق بھٹی صاحب نے اکتوبر 1965ء سے 16 مارچ 1996ء تک ادارہ ثقافت اسلامیہ میں تصنیفی خدمات سرانجام دیں۔ بائیس سال ادارے کے ماہنامہ ''المعارف'' کے ایڈیٹر رہے۔ یہ خالص علمی اور تحقیقی مجلّہ تھا' جس میں بے شمار مضامین و مقالات لکھے۔ ادارے کی طرف سے شائع ہونے والے مجلّہ ''ثقافت'' میں (جو بعد میں المعارف کے نام سے موسوم کر دیا گیا) بھٹی صاحب لکھتے رہے۔ المعارف میں

ان کے لکھے ہوئے اداریے اور علمی و تحقیقی مضامین اہل علم دلچسپی سے پڑھتے تھے۔ بھٹی صاحب تیس سال ادارے سے وابستہ رہے۔

ادارے کی طرف سے شائع ہونے والی ان کی کتب اہل علم اور تحقیقی ذوق رکھنے والوں کے ہاں سند کا درجہ رکھتی ہیں۔ اپنے موضوع پر وہ انوکھے انداز کی کتابیں ہیں۔ ادارہ ثقافت اسلامیہ میں رہ کر بھٹی صاحب نے جو تصنیفی خدمات سرانجام دیں اس کی تفصیل یہ ہے:

تصانیف وتراجم

الفہرست ابن الندیم محمد بن اسحاق ابن الندیم بغدادی چوتھی صدی ہجری کے نامور محقق اور مؤرخ تھے۔ انھوں نے اپنی اس کتاب ''الفہرست'' میں چوتھی صدی ہجری تک تمام علوم وفنون سے متعلق معلومات جمع کر دی ہیں۔ یہ ضخیم کتاب معلومات کا بحر زخار ہے اور تاریخ ورجال کے فن اور دیگر علوم وفنون کے بارے یہ مستند بنیادی حوالے کی کتاب سمجھی جاتی ہے۔ بھٹی صاحب نے اس اہم کتاب کو عربی سے اردو کے قالب میں ڈھالا اور اس کے بہت سے مقامات پر مفید حواشی لکھے۔ ترجمہ رواں، شگفتہ اور سلیس ہے۔ 914 صفحات پر پھیلا ہوا یہ ترجمہ تحشیہ بلاشبہ بھٹی صاحب کا عظیم کارنامہ اور مطالعہ کے شائقین کے لیے انمول تحفہ ہے۔ یہ ترجمہ 1969ء میں پہلی بار طبع ہوا اور کسی بھی زبان میں کیا جانے والا ''الفہرست'' کا یہ اولین ترجمہ ہے جو عربی سے اردو میں ہوا۔ اس کتاب کے شروع میں ایک مشہور شعر ہے

ببکاء الاقلام تتبسم الکتب
قلموں کے رونے سے کتابیں مسکراتی ہیں

برصغیر پاک وہند میں علم فقہ اپنے موضوع کی یہ پہلی کتاب ہے جو اردو زبان میں تحریر ہوئی۔ اس میں سلطان غیاث الدین بلبن (686ھ) کے عہد سے لے کر سلطان اورنگ زیب عالم گیر (1118ھ) تک کے دور تک کی فقہی کاوشوں کو ضبط کتابت میں لایا گیا ہے اور تفصیل کے ساتھ اس بات کی وضاحت کی گئی ہے کہ برصغیر، علم فقہ سے کیسے آشنا ہوا۔ نیز اس کتاب میں اس خطہ ارض

میں تالیف کی جانے والی فقہی کتب، فتاویٰ غیاثیہ، فتاویٰ قراخانی، فوائد فیروز شاہی، فتاویٰ تاتارخانیہ، فتاویٰ حمادیہ، فتاویٰ ابراہیم شاہی (حصہ فارسی) فتاویٰ امینیہ، فتاویٰ بابری اور فتاویٰ عالم گیری پر روشنی ڈالی گئی ہے اور ان کے مؤلفین کے حالات بیان کیے گئے ہیں۔ بھٹی صاحب نے کتاب کے مقدمے میں فقہ کی تعریف، اس کی ضرورت واہمیت اور قرآن وحدیث سے اس کے بنیادی تعلق کو بھی بیان کیا ہے۔

کتاب کا مقدمہ بڑا وقیع اور معلومات کا خزینہ ہے جس میں علم فقہ سے متعلق بہت سی باتیں آگئی ہیں۔ یہ کتاب چار سو سے زائد صفحات پر مشتمل ہے۔ پہلی بار جون 1973ء میں ادارہ ثقافت اسلامیہ کی طرف سے شائع ہوئی۔

فقہائے ہند

یہ کتاب دس جلدوں میں ہے۔ اس میں پہلی صدی سے لے کر تیرھویں صدی ہجری تک کے برصغیر کے ہر مسلک سے تعلق رکھنے والے اہل حدیث، حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی اور شیعہ علمائے کرام اور فقہائے عظام کے حالات وواقعات نہایت ادب واحترام سے حیطہ تحریر میں لائے گئے ہیں۔

ہر بزرگ کے تذکرے میں بتایا گیا ہے کہ وہ کس مسلک، فقہ اور عقیدے کے حامل تھے اور علمی وعملی طور پر انھوں نے کیا کارنامے سرانجام دیے۔ یہ اپنے موضوع کی ایک نہایت تحقیقی کتاب ہے جو سینکڑوں فقہا کی زندگی کے علمی کارناموں کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔ پہلی صدی ہجری سے لے کر تیرھویں صدی ہجری تک کے بہت سے فقہاء کے حالات بھٹی صاحب نے بڑی محنت اور جاں فشانی سے صفحہ قرطاس پر مرتسم کیے ہیں۔ ہر جلد کے شروع میں لائق مصنف نے ایک جامع مقدمہ لکھا ہے جو اس دور کی علمی، ادبی، سیاسی اور مذہبی صورت حال کی عکاسی کرتا ہے۔ اس عظیم کتاب کے مقدمات پڑھنے سے تعلق رکھتے ہیں اور یہ کتاب

اپنے موضوع پر منفرد حیثیت رکھتی ہے۔ فقہائے ہند کی دس جلدوں کی تفصیل یہ ہے:

(1) فقہائے ہند جلد اول: پہلی صدی ہجری سے آٹھویں صدی ہجری تک صفحات 328

طبع 1974ء

(2) فقہائے ہند جلد دوم: نویں صدی ہجری صفحات 264 طبع 1975ء

(3) فقہائے ہند جلد سوم: دسویں صدی ہجری صفحات 400 طبع 1976ء

(4) فقہائے ہند جلد چہارم حصہ اول: گیارھویں صدی ہجری صفحات 280 طبع 1977ء

(5) فقہائے ہند جلد چہارم حصہ دوم: گیارھویں صدی ہجری صفحات 416 طبع 1978ء

(6) فقہائے ہند جلد پنجم حصہ اول: بارھویں صدی ہجری صفحات 352 طبع 1979ء

(7) فقہائے ہند جلد پنجم حصہ دوم: بارھویں صدی ہجری صفحات 428 طبع 1981ء

(8) فقہائے پاک و ہند جلد اول: تیرھویں صدی ہجری صفحات 344 طبع 1982ء

(9) فقہائے پاک و ہند جلد دوم: تیرھویں صدی ہجری صفحات 270 طبع 1984ء

(10) فقہائے پاک و ہند جلد سوم: تیرھویں صدی ہجری صفحات 452 طبع 1989ء

برصغیر میں اسلام کے اولین نقوش

اس کتاب میں ان پچیس (25) صحابہ کرام، 42 تابعین اور 18 تبع تابعین کے حالات شرح و تفصیل سے بیان ہوئے ہیں جو اشاعت اسلام یا کسی دوسرے سلسلے میں برصغیر میں وارد ہوئے۔ کتاب کے شروع میں ایک جامع مقدمہ ہے جس میں عرب و ہند کے باہمی تعلقات اور بعض ہندوستانی قوموں کے عرب علاقوں میں جا کر آباد ہونے کا تفصیل سے ذکر کیا گیا ہے۔ اس کتاب کے صفحات کی تعداد 224 ہے۔ طبع 1989ء لاہور۔

ارمغان حنیف

مولانا محمد حنیف ندوی رحمتہ اللہ علیہ بہت بڑی علمی شخصیت تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو

بہت سی علمی خوبیوں سے نوازا تھا۔ وہ مصنف و محقق، فلسفہ اسلامی کے اونچے درجے کے اسکالر اور قرآن حکیم کے بلند پایہ مفسر تھے۔ قدیم وجدید اسلامی علوم پر ان کی گہری نظر تھی۔ اس کتاب میں مولانا حنیف ندوی کی علمی خدمات اور حالات زندگی کو خوبصورت اسلوب میں بیان کیا گیا ہے۔

یہ کتاب 371 صفحات پر پھیلی ہوئی ہے۔ اس کتاب کا ایک باب ندوی صاحب کے لطائف و واقعات پر مشتمل ہے جو بھٹی صاحب کے بلند ادبی ذوق کی عکاسی کرتا ہے۔ طبع 1989ء

ادارہ ثقافت اسلامیہ میں ان کتب کی تالیف و تصنیف اور تراجم کے علاوہ بھٹی صاحب نے جن کتب کو ایڈیٹ کیا ان میں (1) اردو نثر کے ارتقاء میں علماء کا حصہ از ڈاکٹر محمد ایوب قادری (2) شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی اور ان کی علمی خدمات از ڈاکٹر ثریا ڈار (3) شروح صحیح بخاری از غزالہ حامد (4) پیغمبر انسانیت از مولانا شاہ جعفر پھلواری (5) فقہ عمر، مترجم ابویحییٰ خان نوشہروی۔ ان کتابوں کو بھٹی صاحب نے بڑی محنت اور عرق ریزی سے ایڈٹ کیا۔ ان پر جامع مقدمات لکھے اور شائع کرنے کا اہتمام کیا۔

ان کے علاوہ اردو دائرہ معارف اسلامیہ پنجاب یونیورسٹی کے لیے ''جمع وتدوین قرآن، فضائل قرآن، مضامین قرآن، واقعات وقصص قرآن اور اعجاز قرآن کے نام سے مفصل مقالات لکھے۔ علاوہ ازیں متعدد دیگر موضوعات پر بھی تیس بتیس مقالات لکھے جو تمام کے تمام اردو دائرہ معارف اسلامیہ پنجاب یونیورسٹی کی مختلف جلدوں میں شائع ہوئے۔

شخصی خاکہ نگاری

اب ان کتب کی تفصیل بیان کی جاتی ہے جو بھٹی صاحب نے ادارہ ثقافت اسلامیہ کے علاوہ تصنیف کیں۔ کئی سال پہلے بھٹی صاحب نے ''قومی ڈائجسٹ'' لاہور میں نامور شخصیات کے سوانحی خاکے لکھنے کا سلسلہ شروع کیا تھا۔ سب سے پہلا شخصی خاکہ گیانی ذیل سنگھ پر لکھا جس کا عنوان تھا ''کچے گھر سے قصر صدارت تک۔'' علی ارشد صاحب نے اس مضمون کو فیصل آباد سے کتابت کروایا۔ محترم بھٹی صاحب کی خواہش پر وہ کتابی صورت میں شائع کر کے ہندوستان لے

جانا چاہتے تھے۔اس کتابت شدہ مضمون کو مجیب الرحمٰن شامی صاحب نے دیکھا تو انہوں نے اصرار کیا کہ اسے قومی ڈائجسٹ میں شائع کیا جائے۔اس کے لئے انہوں نے ''قومی ڈائجسٹ'' کے معاون مدیر جناب تنویر قیصر شاہد کو بھٹی صاحب کے پاس بھیجا اور ادارتی نوٹ کے ساتھ مضمون شائع کیا۔

تنویر قیصر شاہد آج کل روزنامہ ''ایکسپریس'' اسلام آباد کے ریذیڈنٹ ایڈیٹر ہیں اور ان کا کالم ''تعاقب'' کے عنوان سے اس اخبار میں چھپتا ہے۔بھٹی صاحب سے طویل عرصے سے ان کا یارانہ قائم ہے۔

اس مضمون کو بے حد پذیرائی حاصل ہوئی لوگوں نے بھٹی صاحب کے منفرد انداز تحریر کو بڑا پسند کیا۔پھر یہ سلسلہ چل نکلا اور قومی ڈائجسٹ میں عرصہ دراز تک بھٹی صاحب کے لکھے ہوئے شخصی خاکے اشاعت پذیر ہوتے رہے۔پھر ان میں کچھ اضافے کیے گئے اور کچھ نئے خاکے لکھے گئے۔1997ء میں یہ خاکے مکتبہ قدوسیہ اردو بازار لاہور کی طرف سے شائع ہوئے۔

اب تک بھٹی صاحب کے لکھے ہوئے خاکوں کے چار مجموعے ''نقوش عظمت رفتہ، بزم ارجمنداں، کاروان سلف اور قافلہ حدیث اشاعت پذیر ہو کر منصۂ شہود پر آ چکے ہیں۔ان چار مجموعوں کے تعارف سے پہلے بھٹی صاحب کے اسلوب نگارش پر نامور اصحاب قلم کی رائے کا اظہار ضروری ہے۔

ڈاکٹر ابوسلمان شاہ جہاں پوری اپنے ایک مضمون میں لکھتے ہیں:

''مولانا محمد اسحاق بھٹی اردو کے صاحب طرز ادیب اور انشا پرداز ہیں۔وہ بہت سی کتابوں کے مصنف ومؤلف اور بلند پایہ محقق ہیں۔وہ مستند عالم دین بھی ہیں، ان کی زندگی کا طویل حصہ صحافت میں بسر ہوا۔انھوں نے ہر طرح کے مسائل پر لکھا ہے، ان کے موضوعات و مباحث کا دائرہ ادب وسیاست، تاریخ وتعلیم، سیرت وسوانح، مذہب وصحافت اور اس کے مختلف گوشوں تک پھیلا ہوا ہے۔ان کی تحریروں میں معلومات اور علمی نکات کی فراوانی ہوتی ہے۔ان

کے قلم اور زبان، دونوں سے لطائف کے پھول جھڑتے ہیں۔ وہ تحریر میں افکار کے موتی پروتے ہیں۔ ان کی تحریرات متن کے حسن اور اسلوب نگارش کی رنگینی سے آراستہ ہوتی ہیں۔ افکار و معانی کا طلسم قاری کے احساسات پر چھا جاتا ہے۔ ان کے گلشن زار الفاظ و مضامین کا زائر و سائر ایک بار دیکھا، دوبارہ دیکھنے کی ہوس کا نعرہ لگاتا ہے اور اس کے سحر حلال سے باہر نہیں نکل سکتا۔ وہ مختصر اور مفصل دونوں طرح کی تحریریں لکھنے پر قادر ہیں۔ ان کے اختصار میں اعجاز اور تفصیل میں دل کشی کی خوبی موجود ہوتی ہے۔ وہ بات سے بات پیدا کرتے اور مضامین و مباحث کو پھیلاتے چلے جاتے ہیں، لیکن تحریر و نگارش کی رنگینی، بیان کی طوالت اور واقعات کی تفصیل کا احساس نہیں ہونے دیتی۔ ان کی تحریر و نگارش کی سحر انگیزیاں اور افکار و معانی کی قیامت خیزیاں ان کی تمام تحریروں اور تصنیفوں میں موجود ہیں۔''

نوائے وقت لاہور کے ایک معروف کالم نگار، ادیب و صحافی صاحب زادہ خورشید گیلانی تھے جو وفات پا چکے ہیں۔ مسلکی اعتبار سے بریلوی حنفی تھے۔ گیلانی مرحوم نے اپنی کتاب ''رشک زمانہ لوگ'' میں ''گم نام مگر بلند مقام'' کے عنوان سے بھٹی صاحب سے متعلق لکھا ہے:

''نقوش عظمت رفتہ'' اور ''بزم ارجمنداں'' دراصل مولانا محمد اسحاق بھٹی کی شگفتہ، شائستہ اور ان کے منفرد اسلوب نگارش کی نمائندہ کتابیں ہیں، جنھیں پڑھتے ہوئے نہ دماغ تھکتا ہے اور نہ دل بھرتا ہے۔ سبک لہجہ اور رواں اسلوب۔

جنھوں نے بھٹی صاحب کو دیکھا ہے یا ان سے ملاقات کی ہے ان کی تین باتیں انھیں ورطہ حیرت میں ڈالتی ہیں، ایک یہ کہ وہ ریاست فرید کوٹ کے سکہ بند ''پنجابی'' ہیں۔ دوسری بات یہ کہ وہ ''مولانا'' ہیں اور تیسری یہ کہ وہ مسلک کے اعتبار سے باعمل ''اہل حدیث'' ہیں لیکن اردو اتنی صاف اور سلیس لکھتے ہیں کہ ان پر اہل زبان ہونے کا گمان گزرتا ہے۔ کہیں گرہ نہیں، اغلاق نہیں، آورد نہیں اور عیب نہیں اور اس سے بڑھ کر حیران کن بات یہ ہے کہ وہ ''مولانا'' تو پکے ہیں یعنی صحیح معنوں میں عالم، قرآن و حدیث، سیرت، تاریخ و فقہ پر مکمل عبور مگر عبا پوش ہیں، نہ دستار

بند۔ نہ تسبیح بدست اور نہ صافہ بداماں۔ نہ لوٹا ساتھ رکھتے ہیں اور نہ عصا ہاتھ میں تھامتے ہیں۔ مناسب اور موزوں داڑھی، عام شہریوں جیسا لباس اور سانده میں دوسرے محلے داروں کی طرح رہائش اور بود و باش۔ ان کے ماتھے پر علم کی خشونت نام کو نہیں۔ آواز بھاری ضرور ہے مگر اس پر درشتی طاری نہیں ہونے دیتے۔ ہر لاحقے سابقے کے بغیر صرف اپنے نام پر اکتفا کرتے ہیں۔

اور تیسری بات ان کا اہل حدیث ہونا، وہ نماز میں رفع الیدین کرتے ہیں، آمین بالجہر کہتے ہیں اور فاتحہ خلف الامام پڑھتے ہیں مگر نہ کسی حنفی سے الجھتے ہیں اور نہ لڑتے ہیں۔ وہ اپنے مشرب کے پابند ہیں، کسی منصب کے دعوے دار نہیں، انھیں مل کر ہر ایک کو یہی احساس ہوتا ہے کہ وہ ایک وضع دار، بردبار، روادار شخص سے ملے ہیں۔ نہ تکبر، نہ غرور اور نہ تصنع، نہ نفور، ورنہ جتنا علمی کام وہ کر چکے ہیں اگر کوئی اس کا بیسواں حصہ بھی کر لے تو وہ رازی و غزالی کو اپنے پاس بیٹھنے تو کجا پھٹکنے بھی نہ دے اور ایک جہازی سائز کا اشتہار صرف اپنے القاب و خطابات کے لیے وقف کر دے۔ مولانا اسحاق بھٹی بلند مقام تو ہیں مگر رہے گمنام کہ یہی اچھے لوگوں کا خاصہ ہے۔''

پروفیسر عبدالجبار شاکر وفات 13 اکتوبر 2009 بھٹی صاحب سے متعلق ان کی کتاب ''قاضی محمد سلیمان منصور پوری'' کے مقدمے میں لکھتے ہیں:

''انھوں اسحاق بھٹی نے تن تنہا تحقیق کے جو ہفت خواں طے کیے، یہ ان کی شخصیت کے جوہر کو نمایاں کرتے ہیں۔ قدرت نے انھیں ایک ایسا اسلوب عطا کیا ہے جو اردو زبان و ادب کے اسالیب میں ایک انفرادیت کا حامل ہے۔ ان کے ہاں معروف ادیبوں اور دانشوروں کی طرح نہ تو حکمائے مغرب کی کتابوں کے اقتباسات ہیں اور نہ وہ اپنے مطالب کے اظہار کے لیے مشکل تراکیب اور ادق اصطلاحات کا سہارا لیتے ہیں۔ ان کے ہاں اسلوب میں ابلاغ کی حد درجہ خوبی دکھائی دیتی ہے۔ ان کا قلم شستہ اور پیرایہ شگفتہ ہے۔ سادگی میں پرکاری کے نقوش ان کی تحریر کا خاصہ ہے۔ انھوں نے نصف صدی تک جو علمی جواہر پیدا کیے ہیں، ان میں ابوالکلام کی نثری بلاغت، شبلی کی مؤرخانہ بصیرت، سید سلیمان ندوی کا اسلوب تحقیق، مولانا مودودی کا دعوتی انداز، رشید احمد صدیقی کی سی شگفتہ نگاری، مولوی عبدالحق کی سی سادہ بیانی، مولانا ثناء اللہ امرتسری کی

جامعیت، مولانا محمد حنیف ندوی کا حکیمانہ اسلوب' مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانی کی سادگی اور کتاب دوستی اور علامہ احسان الٰہی ظہیر کی طلاقت لسانی کی جھلکیاں ان کی تحریروں کے مختلف صفحات پر نمایاں دکھائی دیتی ہیں۔

پروفیسر عبدالجبار شاکر بھٹی صاحب کی کتاب ''میاں عبدالعزیز مالواڈہ'' کے مقدمے میں لکھتے ہیں:

ان کا اشہب قلم نئے سے نئے میدانوں میں شہسواری کے کمالات دکھا رہا ہے۔ بھٹی صاحب کی شخصیت عجیب دلآویزیوں کا مجموعہ ہے۔ ان کے مطالعے میں بے پناہ وسعت ہے۔ ان کے حافظے اور استحضار پر ایک عالم کو رشک ہے۔ ان کے اسلوب کی چاشنی دیدنی ہے۔ ان کی گفتگو وہ کہیں اور سنا کرے کوئی، کے مصداق ہے۔ اسلوب اگر اعلیٰ ابلاغ کے تقاضوں کا مطالبہ کرتا ہے تو وہ اس دور کے صاحب طرز ادیب ہیں۔ زبان کی سادگی اور شگفتگی نے ان کے طرز نگارش کو ایک انفرادیت عطا کی ہے۔ قلم کی شستگی اور اسلوب کی شگفتگی نے ان کی ہر کتاب میں ایک عجیب جادو جگا رکھا ہے۔ مگر ان کے اسلوب کی اصل رنگت، ان کے خاکوں میں ظاہر ہوتی ہے۔ ذرا ''نقوش عظمت رفتہ'' کے صفحات کو دیکھیے۔ ''بزم ارجمنداں'' کے اوراق الٹیے۔ ''کاروان سلف'' کی شخصیات کا مطالعہ کیجیے۔ ''محفل دانشمنداں'' میں بیٹھیے اور ''قافلہ حدیث'' کے ہم رکاب چلیے، کیا کیا اور کیسے کیسے اسالیب کے طلسمات کی کرشمہ سازی ہے۔ ع

کرشمہ دامن دل می کشد کہ جا اینجاست

مولانا محمد ادریس ہاشمی وفات 25 مئی 2010ء جماعت غرباء اہل حدیث پنجاب کے جنرل سیکرٹری تھے۔ وہ معروف صاحب علم اور نہایت وسیع النظر انسان تھے۔ وہ مولانا اسحاق بھٹی صاحب کی کتاب ''کاروان سلف'' پر اظہار خیال کرتے ہوئے اپنے ماہنامہ ''صدائے ہوش'' لاہور اگست 2000ء کی اشاعت میں ادارتی صفحات پر لکھتے ہیں:

''مشہور عالم دین، صاحب طرز ادیب، مؤرخ وسوانح نگار، سیرت نگاری کے بے تاج بادشاہ اور سابق ڈپٹی ڈائریکٹر ادارہ ثقافت اسلامیہ مولانا محمد اسحاق بھٹی صاحب کی قلم کاری کا

تازہ شاہکار ''کاروان سلف'' شائع ہو کر قارئین کے ہاتھوں میں پہنچ چکا اور بلا مبالغہ یہ حسین شاہکار ہے۔ موصوف کے قلم سے اس سے قبل ماضی قریب میں برصغیر پاک و ہند کی نامور شخصیات کے سوانحی خاکوں پر مشتمل دو مجموعے موسومہ ''نقوش عظمت رفتہ'' اور ''بزم ارجمنداں'' شائع ہو کر عوام وخواص سے خراج تحسین وصول پا چکے ہیں۔ ان میں موصوف نے اہل حدیث حضرات کے علاوہ دیوبندی، بریلوی، شیعہ اور بعض غیر مسلم شخصیات پر بھی قلم اٹھایا ہے۔ اگرچہ بعض کم فہم ''وہابیوں'' نے اس پر ناک بھوں بھی چڑھایا' مگر ہمارے نزدیک ان کتب کا یہی حسن ہے جس کی بنا پر اسے سب پڑھیں اور اس طرح بھٹی صاحب نے اہل حدیث اکابرین کے کام کو دوسرے مکاتب فکر کے لوگوں تک پہنچا دیا۔ مولانا اسحاق بھٹی عرف عام میں ہمارے ذہنوں میں موجود ''مولانا'' کے تصور پر شاید پورے نہ اتریں اور انہیں پہلی مرتبہ دیکھنے والا قاری شاید انھیں مولانا محمد اسحاق بھٹی تسلیم کرنے سے انکار کر دے۔ بالکل سادہ مزاج، صوفی منش، درویش صفت اور صوفی مشرب بھٹی صاحب سب سے پیار کرنے والے اور سلفیوں کے لیے شفیق و مہربان ہیں۔ ''کاروان سلف'' کے نام سے شائع ہونے والا حسین شاہکار ان بعض ''ناراض اہل حدیث حضرات کو خاموش جواب ہے، جو پہلے مجموعوں پر چیں بر چیں تھے۔ اس مجموعے میں 20 کی تعداد میں اپنے وقت کے نابغہ روزگار مشاہیر کے تذکرے ہیں۔ حقیقت تو یہ ہے کہ بڑی جماعتوں، تنظیموں، میدان جہاد کے شاہسواروں، شاہوں، ملک و بیرون ملک یونیورسٹیوں کے سند یافتہ صاحب جبہ و دستار سے جو کام نہ ہو سکا وہ اکیلے بھٹی صاحب نے کر دیا، سچ ہے ؎

یہ رتبہ بلند ملا جس کو مل گیا
ہر مدعی کے واسطے دارورسن کہاں

ہفت روزہ الاعتصام کے مدیر مسئول اور مکتبہ سلفیہ لاہور کے مالک و مدیر مولانا حافظ احمد شاکر صاحب بھٹی صاحب کی تصنیف دلپذیر ''قاضی محمد سلیمان منصور پوری'' کے آغاز میں لکھتے ہیں:

''مولانا بھٹی کا انداز تحریر بہت جاذب، رواں دواں، شستہ اور سلیس ہے۔ واقعات

نگاری اس طرح کرتے ہیں کہ قاری ان کے طرز بیان میں خود کو بہتا ہوا محسوس کرتا ہے۔ موصوف کا حافظہ اللہ تعالیٰ کی خاص عطا ہے اور اس میں محفوظ واقعات کا خوبصورت اظہار ان کا کمال ہے۔ ان کا قلم اگرچہ کبھی کبھی مؤرخ کے قلم کی طرح ''بے رحم'' بھی ہو جاتا ہے لیکن اکثر تذکروں میں ان کے الفاظ عقیدت کے میلان ورجحان کے غماز ہوتے ہیں۔ ان کے قلم سے تذکار وتراجم رجال کا ڈھیر لگ جانے کے باعث بعض اصحاب علم وقلم انھیں دور حاضر کا امام ذہبی کہتے ہیں، جو صحیح معلوم ہوتا ہے۔''

اصحاب علم وفضل کی ان آرا کے بعد اب بھٹی صاحب کے شخصی خاکوں کے مجموعوں کا تعارف پیش کیا جاتا ہے:

نقوش عظمت رفتہ

اس کتاب میں 21 مقتدر شخصیات کے حالات زندگی ان کی تمام عادات واطوار، علمی وادبی، سیاسی اور مذہبی خدمات کے ساتھ صفحہ قرطاس پر مرتسم کیے گئے ہیں۔ اس مجموعے میں بلا امتیاز مسلک تمام فقہی مسالک، اہل حدیث، حنفی، دیوبندی، بریلوی احباب کے اکابر علماء کو جگہ دی گئی ہے۔ بھٹی صاحب کی وسیع النظری ملاحظہ کیجیے کہ انھوں نے تعصب اور تنگ نظری سے بالاتر ہو کر قلم کاری کی ہے۔

انھوں نے ہندوستان کے سابق صدر اور اپنے جگری یار گیانی ذیل سنگھ پر بھی طویل مضمون لکھ کر اس کتاب میں شامل اشاعت کیا ہے۔ اس کتاب کا سب سے طویل خاکہ مولانا سید محمد داود غزنوی پر ہے جو 112 صفحات پر محیط ہے۔ بھٹی صاحب نے مولانا غزنوی مرحوم کے ساتھ اپنی 15 سالہ رفاقت کے واقعات کو تفصیل کے ساتھ قلم بند کیا ہے۔ اس کے علاوہ مولانا محمد اسماعیل سلفی، مولانا حافظ محمد گوندلوی، مولانا عطاء اللہ حنیف، مولانا عبیداللہ سندھی، مولانا احمد علی لاہوری، حمید نظامی (نوائے وقت) سید عطاء اللہ شاہ بخاری مولانا کوثر نیازی اور قاضی حبیب الرحمان منصور پوری کے علاوہ کتاب میں شامل دیگر حضرات کے سوانحی خاکے اردو زبان وادب

میں ندرت کا پہلو لئے ہوئے ہیں۔ 640 صفحات پر مشتمل یہ کتاب عہدرفتہ کی نادر معلوماتی دستاویز ہے۔ یہ کتاب 1997ء میں مکتبہ قدوسیہ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور کی طرف سے شائع ہوئی۔

بزم ارجمنداں

سوانحی خاکوں کا یہ دوسرا مجموعہ ہے۔ جو محترم بھٹی صاحب کے گوہر بار قلم سے معرض وجود میں آیا۔ اس میں مولانا ابوالکلام آزاد، شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرت سری، حافظ عبداللہ روپڑی، ڈاکٹر خلیفہ عبدالحکیم، رئیس احمد جعفری، مولانا محمد علی لکھوی، شاہ محمد جعفر پھلواروی، مولانا محمد صدیق لائل پوری، مفتی جعفر حسین، مولانا معین الدین لکھوی، مولانا عبداللہ گورداس پوری، ڈاکٹر ابوسلمان شاہ جہان پوری اور ڈاکٹر اسرار احمد جیسی شخصیات کے خاکے شامل ہیں۔ اس کتاب کا سب سے طویل مضمون مولانا ابوالکلام آزاد مرحوم پر ہے جو سوا سو صفحات کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔ دیگر عالی قدر حضرات کے سوانحی خاکے بھی نہایت تکریم سے لکھے گئے ہیں۔ یہ کتاب معلوماتی، ادبی اور علمی خوبیوں سے مزین ہے اور گزشتہ دور میں ان عالی قدر بزرگوں کی طرف سے آزادی کے لیے کی گئی کوششوں کا پتا دیتی ہے اور ان کے ملی و علمی کارناموں سے آگاہ کرتی ہے۔ اس کتاب کے صفحات کی تعداد 629 ہے اور یہ کتاب مارچ 1999ء میں مکتبہ قدوسیہ لاہور کی طرف سے طبع ہوئی۔

کاروان سلف

اس کتاب میں بیسویں صدی عیسوی کے بیس فحول علمائے اہل حدیث کے حالات زندگی حیطہ تحریر میں لائے گئے ہیں۔ ان تاریخ ساز اور نامور علمائے کرام میں، مولانا عبدالوہاب دہلوی، مولانا سید محمد شریف گھڑیالوی، مولانا عطاء اللہ شہید، مولانا نیک محمد، حکیم نورالدین لائل پوری، مولانا عبدالستار دہلوی، مولانا عبداللہ اوڈ، مولانا سید محب اللہ شاہ راشدی، مولانا عبداللہ لائل پوری، مولانا سید بدیع الدین راشدی، مولانا محمد رفیق خاں پسروری اور حافظ محمد عبداللہ بہاول

پوری کے اسمائے گرامی نمایاں ہیں۔ کاروان سلف کا ہر معزز رکن اپنی ذات میں ایک انجمن تھا۔ بلاشبہ یہ نیک طینت لوگ قول کے سچے، عمل میں پختہ اور کردار کے مثالی تھے۔ انھوں نے ہندوستان کے صنم کدہ ظلمت میں توحید وسنت کی اشاعت کی۔ قرآن وحدیث کی دعوت وتبلیغ کے ذریعے لوگوں میں اسلامی تعلیم کو پھیلایا اور احکام نبوت کی اہمیت اجاگر کر کے عمل بالحدیث کو فروغ دیا۔ بھٹی صاحب نے داعیان حق کے ان تابندہ ستاروں کی کہکشاں سجا کر جماعت پر بہت بڑا احسان کیا ہے۔ کاروان سلف ہماری گزشتہ صد سالہ دعوتی، تبلیغی، تصنیفی، تدریسی اور دینی سرگرمیوں کا آئینہ پیش کرتی ہے۔ اس خوبصورت کتاب کو ہمارے فاضل دوست مولانا محمد سرور عاصم صاحب نے اپنے اشاعتی ادارے مکتبہ اسلامیہ فیصل آباد کی طرف سے 1999ء میں شائع کیا۔ صفحات کی تعداد 516 ہے۔

قافلہ حدیث

26 علمائے اہل حدیث کے حالات وواقعات پر مشتمل شخصی خاکوں کا یہ چوتھا مجموعہ ہے۔ اس میں دل چسپ پیرائے میں ان عظیم المرتبت علمائے اہل حدیث کے حالات زندگی احاطہ تسوید میں لائے گئے ہیں۔ اس مجموعے میں شامل ہندوستان اور پاکستان کی چند معروف شخصیات کے نام یہ ہیں: مولانا سید امیر علی ملیح آبادی، مولانا محمد سلیمان روڑی والے، مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی، صوفی نذیر احمد کاشمیری، مولانا شمس الحق سلفی، حافظ عبداللہ بڈھیمالوی، مولانا محمد حنیف ندوی، پروفیسر عبدالقیوم، مولانا نور حسین گھرجاکھی، مولانا محی الدین لکھوی، حافظ عبدالقادر روپڑی، مولانا عبدالعظیم انصاری، مولانا محمد صادق خلیل، ڈاکٹر محمد لقمان سلفی، ڈاکٹر وصی اللہ اور مولانا محمد عزیر شمس۔

یہ کتاب پہلی بار جنوری 2003 میں مکتبہ قدوسیہ لاہور کی طرف سے شائع ہوئی۔ کتاب کے صفحات 645 ہیں۔

اب بھٹی صاحب کی دیگر تاریخی وسوانحی کتب اور تراجم کا تعارف پیش کیا جاتا ہے:

قصوری خاندان

مولانا عبدالقادر قصوری اس خطہ ارض کی ممتاز شخصیت اور عظیم سیاسی رہنما تھے۔ انھوں نے آزادی برصغیر کی تحریک میں بھرپور حصہ لیا اور دامے درمے، قدمے سخنے اس تحریک میں شامل رہے۔ ان کے صاحب زادوں مولانا محی الدین احمد قصوری، مولانا محمد علی ایم اے کینٹب قصوری، مولوی احمد علی اور میاں محمود علی قصوری بارایٹ لانے بھی اپنی بساط کے مطابق آزادی کے لیے کام کیا۔ ان کے علاوہ مولانا عبدالقادر قصوری کے چھوٹے بھائی مولانا عبدالحق وکیل اور مولانا عبداللہ قصوری بھی دینی وملی خدمات سرانجام دیتے رہے۔

مذکورہ کتاب میں قصوری خاندان کے ان لائق صداحترام بزرگوں کے حالات تفصیل کے ساتھ لکھے گئے ہیں اوران کی علمی، سیاسی، سماجی اور ملی خدمات کواجاگر کیا گیا ہے۔ کتاب بہت سی نادر معلومات کا خزینہ ہے اور ہماری سیاسی اور جماعتی تاریخ کا ایک اہم باب ہے۔ 208 صفحات کی کتاب یہ 1994ء میں مکتبہ تعلیمات اسلامیہ ماموں کانجن (ضلع فیصل آباد) کی طرف سے شائع کی گئی۔

میاں فضل حق اوران کی خدمات

یہ کتاب جماعت اہل حدیث کے بہی خواہ اور محسن میاں فضل حق مرحوم (سابق ناظم اعلیٰ مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان اور صدر جامعہ سلفیہ فیصل آباد) کی خدمات جلیلہ کے ضمن میں تحریر کی گئی ہے۔ اس کتاب میں میاں صاحب اوران کے خاندانی حالات کوتفصیل سے ضبط تحریر میں لایا گیا ہے اور ساتھ ہی برصغیر پاک وہند میں بیسویں صدی کی اہل حدیث کی تاریخ بھی بیان کردی گئی ہے۔ برصغیر میں جماعت اہل حدیث کی تنظیمی وسیاسی تاریخ پر یہ کتاب دستاویز کی حامل ہے ۔صفحات 240۔طبع اگست 1997 ہے۔

برصغیر میں اہل حدیث کی آمد

اس کتاب میں بتایا گیا ہے کہ برصغیر میں اہل حدیث کب آئے اور انھوں نے کس

طرح کتاب وسنت کو فروغ دیا۔ کتاب بیس ابواب پر مشتمل ہے اور اس میں تحقیق سے مستند مواد جمع کیا گیا ہے۔ مسلک اہل حدیث کو سمجھنے اور اس گروہ باصفا کے عقائد ونظریات اور دعوتی وتبلیغی سرگرمیوں سے آگاہی کے لیے اس کتاب کا مطالعہ بے حد مفید ہے۔ اس کتاب میں برصغیر میں تشریف لائے والے صحابہ کرام، تابعین عظام اور مبلغین دین کا تعارف بھی کرایا گیا ہے او مختلف فقہی مسالک کے متعلق بھی بہت سی معلومات دی گئی ہیں۔ اس موضوع پر یہ اولیں کتاب ہے۔ 348 صفحات پر مشتمل یہ کتاب 2004ء میں مکتبہ قدوسیہ اردو بازار لاہور کی طرف سے طبع ہوئی۔

صوفی محمد عبداللہ

صوفی محمد عبداللہؒ ولی کامل تھے، وہ اصلاً ضلع گوجراں والا کے شہر وزیر آباد سے تعلق رکھتے تھے۔ چھوٹی عمر میں سید احمد شہید اور شاہ اسماعیل شہید کی جماعت مجاہدین سے منسلک ہو گئے تھے۔ آزادی کی تحریک میں انھوں نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔

انگریز کے مظالم برداشت کیے۔ 1922 کے لگ بھگ انھوں نے ماموں کانجن (ضلع فیصل آباد) کے نواح میں چک نمبر 493 اوڈاں والا میں ایک دارالعلوم قائم کیا اور 1965 میں جامعہ تعلیم الاسلام ماموں کانجن میں تعمیر کیا۔ دونوں مقامات کے مدارس میں تعلیم و تعلم کا سلسلہ جاری ہے۔ حضرت صوفی صاحب 28 اپریل 1975ء کو فوت ہوئے۔ اس کتاب میں محترم بھٹی صاحب نے حضرت صوفی صاحب کے حالات، خدمات اور آثار کو خوبصورتی سے اجاگر کیا ہے اور اس مردحق آگاہ کی تحریکی، تنظیمی اور دینی زندگی کے مختلف گوشوں کی نقاب کشائی کی ہے۔ اس کتاب میں جماعت مجاہدین کی تاریخ، لائل پور کی تاریخ، حضرت صوفی صاحب کے معتقدین کا مفصل تذکرہ آ گیا ہے۔ اس کتاب کا ایک اہم باب صوفی صاحب کی قبولیت دعا کے واقعات پر مشتمل ہے۔ اور آخر میں صوفی صاحب کے معمولات اور اوراد وظائف بھی لکھے گئے ہیں۔ کتاب دلچسپ اور تاریخی معلومات کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔ اس کتاب کا مقدمہ مولانا

حافظ احمد شاکر صاحب نے لکھا ہے۔ کتاب کے صفحات کی تعداد 446 ہے۔ فروری 2006 میں یہ کتاب مکتبہ سلفیہ شیش محل روڈ لاہور کی طرف سے شائع ہوئی۔

میاں عبدالعزیز مالواڈہ

میاں صاحب مرحوم برصغیر کی عظیم شخصیت تھے۔ سیاست، وکالت اور دینی و مذہبی اعتبار سے ان کا بڑا نام تھا۔ انھوں نے سرزمین پاک وہند میں ملک وملت کے لیے بڑے بڑے کارنامے سرانجام دیے۔ مولانا محمد اسحاق بھٹی صاحب نے میاں عبدالعزیز مالواڈہ بار ایٹ لا مرحوم کی زندگی کے مختلف پہلوؤں کی وضاحت کی ہے۔ نیز ان کے خاندانی حالات، شگفتہ پیرائے میں تحریر کیے ہیں۔ یہ کتاب برصغیر میں مسلمانوں کی صد سالہ جدوجہد آزادی کا ایک درخشاں باب ہے۔

اس میں ارائیں برادری کی تاریخ بیان ہوئی ہے اور مسلم لیگ کی تنظیم کا تذکرہ بھی تفصیل سے کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ مالواڈہ مرحوم کے 16 بڑے مقدمات کتاب میں درج کیے گئے ہیں۔ ان مقدمات میں مولانا ظفر علی خاں کا مقدمہ، غازی محمود دھرم پال کا مقدمہ، مولانا ثناء اللہ امرتسری کا مقدمہ، غازی علم الدین شہید کا مقدمہ اور سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے مقدمے خاص طور سے قابل ذکر ہیں۔ مالواڈہ مرحوم کا سفرنامہ حج 1966 بھی شامل کتاب کیا گیا ہے جو بڑا دلچسپ ہے۔ غرض یہ کتاب بہت سے سیاسی پہلوؤں اور تاریخی واقعات پر محیط ہے۔ چھ سو صفحات کی یہ کتاب دسمبر 2006 میں کتاب سرائے اردو بازار، لاہور نے شائع کی۔

قاضی محمد سلیمان منصور پوری

قاضی صاحب مرحوم (سابق سیشن جج ریاست پٹیالہ) اپنے علم وعمل، گفتار وکردار، عدل وانصاف، تقویٰ پرہیزگاری اور قرآن وسنت اور سیرت مصطفیٰ ﷺ سے حد درجے شیفتگی کے لحاظ سے اونچے مرتبے کے حامل تھے۔ ان کے فضل وکمال اور اوصاف حمیدہ کا ایک زمانہ معترف

ہے۔سیرت النبی پر ''رحمۃ للعالمین'' ان کی نہایت لائق تحسین اور شہرہ آفاق کتاب ہے۔

محترم بھٹی صاحب نے اپنی اس تصنیف میں قاضی صاحب کی خدمات بوقلموں اور اوصاف وکمالات نہایت صراحت سے بیان کیے ہیں اوران کی مسلکی ،ملی، علمی ، دینی، تصنیفی اور تفسیری خدمات کو اجاگر کیا ہے۔کتاب کے مطالعہ سے جہاں قاضی صاحب اوران کے خاندان کے عالی قدر افراد کی خدمات کا پتا چلتا ہے' وہاں یہ حقیقت بھی واضح ہوتی ہے کہ قاضی صاحب قانون دان، ماہر حدیث رسول، بلند پایہ مفسر قرآن اور مصنف وسیرت نگار کی حیثیت سے کس درجہ بلند مقام پر فائز تھے۔

یہ کتاب تاریخی وسوانحی ادب میں گراں قدر اضافہ ہے۔محترم بھٹی صاحب نے قاضی صاحب مرحوم کے حالات وواقعات نہایت محبت وخلوص اور عقیدت سے تحریر کیے ہیں۔ پانچ سو صفحات کی یہ کتاب فروری 2007ء میں مکتبہ سلفیہ شیش محل روڈ لاہور کی طرف سے زیور طبع سے آراستہ ہوئی۔

مولانا ابوالکلام آزاد، ایک نابغہ روزگار شخصیت

مولانا ابوالکلام آزاد کے نام اور کام سے ایک دنیا آگاہ ہے۔ان سے متعلق بہت سے لوگوں نے لکھا اور خوب لکھا۔مولانا محمد اسحاق بھٹی صاحب نے بھی اپنی کتاب بزم ارجمنداں میں مولانا آزاد پر طویل مضمون حوالہ قرطاس کیا۔اس مضمون میں جہاں مولانا آزاد سے اپنی بے پناہ محبت و عقیدت کا اظہار کیا وہیں ان کی زندگی کے مختلف گوشوں کو بھی اجاگر کیا۔ بلاشبہ یہ مضمون اپنے منفرد اسلوب کے باعث ''شخصی خاکہ نگاری'' میں انفرادیت کا حامل ہے۔اس کی وقعت کے پیش نظر خدابخش اورنٹیل پبلک لائبریری پٹنہ (ہندوستان) کی طرف سے 2001 میں اسے خوبصورت کمپوزنگ ،عمدہ کاغذ اور بہترین طباعت کے ساتھ کتابی سائز کے 132 صفحات پر شائع کیا ہے۔اب اس مضمون کو مولانا آزاد پر لکھی جانے والی کتب میں ایک مستقل کتاب کی حیثیت حاصل ہوگئی ہے۔

برصغیر کے اہل حدیث خدام قرآن

اس کتاب میں پاکستان، ہندوستان اور بنگلہ دیش کے علمائے اہل حدیث کی قرآنی خدمات پر تفصیل سے معلومات دی گئی ہیں اور ان علمائے کرام نے قرآن مجید سے متعلق جس نوعیت کا کام کیا ہے اسے وضاحت سے بیان کر دیا گیا ہے۔ اس کتاب میں لائق مصنف نے 185 علمائے اہل حدیث اور 2 عالمات کی قرآنی خدمات کا تذکرہ کیا ہے اور اپنے اسلوب نگارش کو ایک نئی جہت دی ہے۔ خدام قرآن لکھ کر بھٹی صاحب نے جماعت اہل حدیث پر احسان عظیم کیا ہے۔ یہ پہلی اور اپنی طرز کی منفرد کتاب ہے جس میں اتنے علمائے اہل حدیث کے مختصر حالات اور قرآنی خدمات کو مجموعے کی شکل میں شائع کیا گیا ہے۔ کتاب کے صفحات سات سو ہیں۔ طبع 2006 مکتبہ قدوسیہ لاہور۔

ریاض الصالحین اردو ترجمہ

حدیث کی یہ کتاب امام ابوزکریا یحییٰؒ کی تالیف ہے۔ اس میں اسلام کی بنیادی تعلیمات، تقویٰ، اخلاص اور حقوق و معاملات پر مشتمل احادیث ہیں۔ مولانا محمد اسحاق بھٹی نے اس کتاب کا عربی سے اردو میں سلیس ترجمہ کیا ہے اور بعض جگہ مفید حواشی لکھے ہیں۔ اس کتاب کا اردو ترجمہ دو جلدوں میں مشتاق بک کارنر اردو بازار لاہور نے شائع کیا۔

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حالات و واقعات پر یہ کتاب معروف مصری مصنف محمد حسین ہیکل کی عربی تصنیف کا شگفتہ اور سلیس اردو ترجمہ ہے۔ ترجمہ پڑھ کر اصل کا گمان ہوتا ہے۔ بھٹی صاحب نے عربی و اردو زبان کی نزاکتوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے ترجمہ کیا ہے اور کتاب کو چار چاند لگا دیے ہیں۔ 620 صفحات کی یہ کتاب مئی 1998ء میں فیصل ناشران و تاجران کتب اردو بازار لاہور کی طرف سے شائع کی گئی۔

لشکر اسامہ کی روانگی

ڈاکٹر فضل الٰہی صاحب کی اس قابل قدر عربی تصنیف کا اردو ترجمہ کرنے کا اعزاز بھی بھٹی صاحب کو حاصل ہے۔ دسمبر 1999ء میں یہ کتاب مکتبہ قدوسیہ کی طرف سے شائع ہوئی۔

لسان القرآن (جلد سوم)

مولانا محمد حنیف ندوی مرحوم قرآن مجید سے بے پناہ شغف رکھتے تھے۔ ندوۃ العلماء لکھنو سے انھوں نے تفسیر قرآن میں درجہ تخصص کیا تھا۔ بلند پایہ مفسر تھے۔ ''سراج البیان'' کے نام سے انھوں نے قرآن کی تفسیر لکھی۔ 1979ء میں انھوں نے لسان القرآن کے نام سے حروف تہجی کی ترتیب سے قرآن مجید کا توضیحی لغت لکھنا شروع کیا تھا۔ الف سے دال تک ان کے تحریر فرمودہ آٹھ حروف دو ضخیم جلدوں کا احاطہ کر گئے۔ ابھی یہ کام جاری تھا کہ مولانا چل بسے۔ ان کے بعد اس کام کو بھٹی صاحب نے آگے بڑھایا اور ذال، را، زا تین حروف لکھے اور ان کی تشریح کی۔ 342 صفحات کی کتاب مکمل ہو گئی۔ یہ کتاب 1999ء میں مکتبہ علم وعرفان لاہور سے طبع ہوئی۔ افسوس کہ بھٹی صاحب بھی اس دارفانی سے کوچ کر گئے اب دیکھیں اللہ تعالیٰ کس عالم دین کو یہ سعادت بخشتا ہے کہ وہ اس کام کو پایہ تکمیل تک پہنچا دیں۔ وماذالک علی اللہ بعزیز۔

چہرہ نبوت

سیرت رسول ﷺ کے موضوع پر اپنی طرز کی اس منفرد کتاب میں قرآنی آیات کی روشنی میں نبی ﷺ کی نبوت و رسالت کو بیان کیا گیا ہے۔ یہ کتاب 30 ابواب پر مشتمل ہے۔ ابتدائی انیس (19) ابواب مولانا محمد حنیف ندوی مرحوم کے لکھے ہوئے ہیں جب کہ بقیہ گیارہ (11) ابواب بھٹی صاحب نے ندوی صاحب کے اسلوب میں لکھ کر اس کتاب کی تکمیل کی ہے۔ صفحات 326، مکتبہ علم وعرفان اردو بازار لاہور کی طرف سے 1999 میں طبع ہوئی۔

اسلام کی بیٹیاں

یہ کتاب محترم بھٹی صاحب کے ان مضامین کا مجموعہ ہے جو انھوں نے اسلام کی برگزیدہ خواتین کے حالات وواقعات کے ضمن میں تحریر کیے تھے اور یہ مضامین 50 سال پہلے 1965ء میں روزنامہ امروز میں اشاعت پذیر ہوئے تھے۔

بھٹی صاحب کے چھوٹے بھائی سعید احمد بھٹی نے ان مضامین کو سنبھال کر رکھا ہوا تھا۔ وقت آنے پر ان مضامین کو از سر نو نظر ثانی کر کے کتابی صورت میں شائع کر دیا گیا۔ کتاب کے صفحات 600۔ ناشر: مکتبہ قدوسیہ اردو بازار لاہور، طبع جنوری 2001۔

ارمغان حدیث

معاملات سے متعلق یہ کتاب نبی ﷺ کے ایک سو (100) فرامین کا دلآویز مجموعہ ہے ۔اس کا ترجمہ اور وضاحت 272 صفحات پر پھیلے ہوئے ہیں۔ اس کتاب کا مطالعہ ہر شخص کو کرنا چاہیے تا کہ معلوم ہو کہ معاملات سے متعلق نبی ﷺ نے مسلمانوں کو کن زریں ہدایات سے نوازا ہے۔ اس موضوع پر یہ اولین کتاب ہے ۔ طارق اکیڈمی فیصل آباد نے یہ کتاب اگست 2008 میں شائع کی۔

دبستان حدیث

یہ کتاب برصغیر کے ان اہل حدیث علمائے کرام کے بارے میں ہے جنھوں نے حدیث یا شروح حدیث یا فتاویٰ پر کام کیا یا تدریسی خدمات سرانجام دیں۔ اس میں برصغیر پاک وہند کے (60) علمائے اہل حدیث کی خدمات حدیث کا منفرد تذکرہ ہے۔ حضرت شیخ الکل میاں نذیر حسین محدث دہلویؒ اور ان کے (11) تلامذہ کے حالات تفصیل سے لکھے گئے ہیں اور دیگر (48) علمائے اہل حدیث کی خدمات حدیث کو اجاگر کیا گیا ہے۔ جن میں بعض موجودین بھی شامل ہیں۔ 673 صفحات پر محیط یہ کتاب دسمبر 2008 میں مکتبہ قدوسیہ لاہور کی طرف سے شائع ہوئی۔

ہفت اقلیم

یہ کتاب اپنے انداز کی منفرد کتاب ہے جو اپنے دامن میں بے حد ندرت کا پہلو لیے ہوئے ہے۔ اس میں مولانا مودودی، علامہ احسان الٰہی ظہیر، حکیم عبداللہ روڑوی، غازی محمود دھرم پال، مولانا عبدالقادر رائے پوری، مولانا محمد اسحاق چیمہ اور مولانا محمد یحییٰ شرق پوری کے بارے میں لکھا گیا ہے۔ سات عظیم المرتبت شخصیات کے حالات وواقعات پر مشتمل یہ کتاب پانچ سو (500) صفحات پر پھیلی ہوئی ہے۔

گزر گئی گزران

مؤرخ اہل حدیث مولانا محمد اسحاق بھٹی صاحب نے اب تک سینکڑوں رجال و شخصیات پر لکھا ہے انہوں نے اپنی تحریروں میں اپنی سرگذشت بھی بیان کی ہے جو نہایت دلچسپ ہے۔ بعض حضرات کا اصرار تھا کہ بھٹی صاحب اپنی آپ بیتی لکھیں۔ ''گزر گئی گذران'' اسی کی عملی تصویر ہے۔ کسی ادیب و مؤرخ کا اپنے بارے لکھنا پل صراط سے گزرنے کے مترادف ہے۔ اور بھٹی صاحب نے خوش اسلوبی سے اس منزل کو طے کیا ہے۔ اردو ادب میں آپ بیتی لکھنے کا آغاز انیسویں صدی میں ہوا تھا اور پھر وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس صنف نے بڑی شہرت حاصل کی۔ اور بڑی بڑی نامور شخصیات نے اپنی آپ بیتیاں لکھیں۔ یہ کتاب بھی اسی سلسلے کی ایک شاندار کڑی ہے۔ ''گزر گئی گزران'' ایک دلچسپ آپ بیتی ہے۔ اس میں آپ بیتی کے ساتھ جگ بیتی کو بھی بیان کیا گیا ہے۔ بھٹی صاحب نے نہایت شستہ پیرائے میں اپنے حالات' خاندانی پس منظر' اپنے آباؤاجداد کا تعارف' اپنی تعلیمی وتدریسی سرگرمیوں کا احوال ہفت روزہ الاعتصام' منہاج' التوحید اور المعارف کی ادارت کی تفصیل اور مرکزی جمعیت اہلحدیث پاکستان کے صدر مولانا سید داؤد غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ گزرا ہوا دور' اپنے استاد گرامی مولانا عطاء اللہ حنیف صاحب کا ذکر خیر' پاک و ہند کی مختلف جماعتوں اور تنظیموں کا تعارف' قیام پاکستان کے بعد کی چند مذہبی اور سیاسی جماعتیں' چند شخصیات اور چند واقعات وغیرہ پر بڑی دلچسپ معلومات فراہم کی ہے۔ کتاب

ستائیس ابواب پر مشتمل ہے۔ کتاب کا مقدمہ معروف کتاب دوست پروفیسر عبدالجبار شاکر صاحب (وفات 13 اکتوبر 2009ء) نے لکھا ہے۔ وہ اس کتاب کے بارے لکھتے ہیں۔ ''ایک درویش کی یہ سرگذشت'' برصغیر کی گذشتہ ایک صدی کی جگ بیتی بھی ہے۔ اس میں زندگی اور زمانے کے سارے احوال وحوادث سمٹ آئے ہیں۔ بالخصوص برصغیر کی سیاسی تقسیم نے دنیا کی سب سے بڑی ہجرت کو جنم دیا جس کے جلو میں مصائب کا ایک سیل بے پناہ موجود تھا مسلمانوں نے آگ اور خون کے اس دریا سے گزرتے ہوئے ایک عظیم مقصد کے لئے بے پناہ قربانیاں دیں مگر اے آرزو کہ خاک شد۔ بھٹی صاحب کے قلم نے اس المیہ کی تمام تفصیلات کو مائیکروسکوپ کے منظر کی طرح پیش کر دیا ہے۔ ایسی واقعاتی تفصیلات اور جزئیات آپ کو کسی دوسری آپ بیتی میں کم دکھائی دیں گی۔ اس آپ بیتی کے جس پہلو نے سب سے زیادہ متاثر کیا وہ یہ ہے کہ مصنف نے اپنی زندگی کے کسی واقعہ کے کسی پہلو کو چھپانے کی کوشش نہیں کی اور ہر بات سچائی سے لکھ دی ہے۔ یہی وہ جوہر ہے جو کسی آپ بیتی کو عظمت کا تاج اور بقائے دوام کا خلعت پہنا دیتا ہے۔ اس آپ بیتی میں برصغیر کی تاریخی' سیاسی' مذہبی' علمی' ثقافتی اور معاشرتی زندگی کے ایسے نقشے ملیں گے جو سب یک جا صورت میں کسی اور جگہ میسر نہیں آتے۔ اس میں برصغیر کے مختلف شعبہ ہائے حیات سے تعلق رکھنے والی شخصیات اور اکابر کا بڑا عمدہ تذکرہ ملتا ہے۔ کسی تصنیف بالخصوص آپ بیتی میں وقائع اور اسلوب کی ایسی صفات کا جمع ہونا مصنف کے تزکیہ نفس اور مکارم اخلاق سے متصف ہونے کی دلیل ہے۔ قارئین اس دل چسپ اور خرد افروز داستان حیات کا مطالعہ کریں گے تو انہیں اس میں شعلہ وشبنم کا امتزاج ملے گا۔ بھٹی صاحب نے ''گزر گئی گزران'' میں تجربات کا تنوع' مشاہدات کی گہرائی' واقعات کا استحضار' مطالعے کی وسعت' حافظے کی نعمت' اظہار کی قدرت' اسلوب کی ندرت اور دین کی حمیت جیسی اقدار اور خصائص کو پیش کر کے ادبیات اردو کے دامن میں ایک مستقل معیار کی حامل آپ بیتی کا اضافہ کیا ہے۔''

اس کتاب کے صفحات 466 ہیں اور اس کی اشاعت اول کتاب سرائے اردو بازار

لاہور کی طرف سے 2011 میں ہوئی۔

برصغیر میں اہل حدیث کی اولیات

برصغیر پاک وہند میں جماعت اہل حدیث کے افراد نے دینی وسیاسی میدانوں میں جو کارہائے نمایاں انجام دیئے ان میں کچھ کام ایسے ہیں جن کو اولیات کا درجہ حاصل ہے۔ اللہ تعالیٰ مؤرخ اہل حدیث مولانا محمد اسحاق بھٹی صاحب کو جنت الفردوس میں بلند مقام عطا فرمائے۔ کہ وہ جماعت اہلحدیث کی خدمات کے مخفی گوشوں کو اجاگر کرنے میں ہمہ تن مستعد رہتے تھے پیش نگاہ کتاب ان کی اسی جماعتی خدمات کا خوبصورت نمونہ ہے۔ اس کتاب میں بھٹی صاحب نے برصغیر میں جماعت اہل حدیث کی اولیات کو موضوع سخن بناتے ہوئے' قرآن مجید کے تراجم وتفاسیر' کتب حدیث کے تراجم وشروح' مناظرانہ سرگرمیاں' قادیانیت کے خلاف جدوجہد' آزادی برصغیر کے لئے تگ وتاز' عربی ادبیات' اردو سے عربی تراجم کی چند مثالیں' قرآن وحدیث کے ہندی تراجم اور چھوٹی چھوٹی چند فقیرانہ اولیات' ان عنوانات پر بھٹی صاحب نے اہل حدیث کی نو اولیات کا تذکرہ کیا ہے اور اس سلسلے میں معلومات کے دریا بہائے ہیں۔ کتاب کا مقدمہ ہندوستانی عالم دین فضیلۃ الشیخ صلاح الدین مقبول نے لکھا ہے جو اولیات سے متعلق بہت سی معلومات پر محیط ہے اور اس میں بھٹی صاحب کا تعارف اور انکی تصنیفی خدمات کا بھی تذکرہ آ گیا ہے۔ 182 صفحات پر مشتمل یہ کتاب مولانا عارف جاوید محمدی صاحب اور ان کے رفقاء کویت کی خواہش پر ستمبر 2012ء میں دار ابی الطیب حمید کالونی گوجرانوالہ پاکستان کی طرف سے شائع ہوئی۔

گلستان حدیث

گلستان حدیث محترم بھٹی صاحب کے سلسلہ تاریخ اہلحدیث کی چوتھی کتاب ہے۔ اس کتاب میں 84 خادمین حدیث کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ 58 مرحومین اور چھبیس موجودین کتاب کے شروع میں مولانا محمد اسماعیل شہید دہلوی' حضرت شاہ محمد اسحاق دہلوی' مولانا معین الدین انصاری سہسوانی اور مولانا غلام العلی قصوری کے حالات اور خدمات حدیث کا تذکرہ ہے۔ اس کے

بعد حضرت میاں نذیر حسین محدث دہلوی کے بیس جلیل القدر تلامذہ کے کوائف حیات کی وضاحت کی گئی ہے اور ان کی تصنیفی وتدریسی خدمات کو اجاگر کیا گیا ہے۔ پھر ان چونتیس علمائے کرام کا تذکرہ ہے جنہوں نے حضرت میاں صاحب کے شاگردوں یا ان کے شاگردوں یا ان کے بعد کے علماء سے استفادہ کیا۔ آخر میں چھبیس موجودین خدام حدیث کے ضروری تراجم ضبط تحریر میں لائے گئے ہیں۔ ان میں ایک خاتون غزالہ حامد بنت پروفیسر عبدالقیوم مرحوم کا بھی تذکرہ ہے۔ کتاب کے ناشر جناب ابوبکر قدوسی کے الفاظ میں۔ ''اس کتاب میں ایسے نامور علمائے اہل حدیث کا تذکرہ ہے کہ جنہوں نے کسی بھی اعتبار سے حدیث شریف کی خدمت کی ہے۔ چونکہ یہ علمائے اہل حدیث کا تذکرہ ہے اور ایک مرتب سلسلے کی کڑی ہے۔ اس لئے اس میں خاکہ نویسی سے زیادہ تذکرہ نگاری اور تاریخ نویسی کا رنگ غالب ہے۔ جناب بھٹی صاحب کی یہ علمی کاوش بلاشبہ تاریخ کے طالب علموں کے لئے ایک توشہء خاص ہے۔ مستقبل کا مؤرخ حضرت بھٹی صاحب کی تصانیف سے کس صورت بے نیاز نہیں رہ سکتا کیونکہ ان کتب میں معلومات کا ایک جہان آباد ہے۔''

کتاب کے آغاز میں عرض ناشر اور مصنف کے حرفے چند کے علاوہ مولانا عبدالخالق مدنی (الکویت) کا معلومات سے لبریز مقدمہ ہے جس میں حفاظت حدیث مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر تفصیل سے روشنی ڈالی گئی ہے۔ اور اس ضمن میں ایسے خدام حدیث کے واقعات لکھے گئے ہیں جنہوں نے نبی علیہ السلام کے فرامین کے حفظ اور حفاظت کو اپنی زندگی کا مقصد بنا لیا تھا۔ اس کتاب کے صفحات 585 ہیں اور سال اشاعت 2011ء ہے۔

استقبالیہ و صدارتی خطبات

دین اسلام کی نشر و اشاعت کا ایک بہت بڑا اور مؤثر ذریعہ دینی اجتماعات اور کانفرنسوں کا انعقاد ہے۔ جماعتوں کی بقاء اور زندگی کے لئے یہ بہت ضروری ہے۔ وہی جماعتیں زندہ و جاوید رہتی ہیں جو دینی و اسلامی اجتماعات منعقد کر کے اپنی جماعتی خدمات کو اجاگر کرتی

ہیں۔مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان وطن عزیز کی ان قابل قدر دینی تنظیموں سے ایک ہے جو اپنے قیام جولائی 1948ء سے اب تک دین اسلام کی اشاعت' مسلک اہل حدیث کے فروغ اور قرآن وحدیث کی خالص تعلیم کو اجاگر کرنے میں پیش پیش ہے۔ اس سلسلے میں مرکزی جمعیت اہل حدیث نے بڑے بڑے دینی اجتماعات اور کانفرنسوں کا انعقاد کیا ہے اور علمائے کرام نے اپنے مواعظ عالیہ سے سامعین کو مستفید فرمایا۔ہفت روزہ الاعتصام لاہور کے مدیر مسؤل اور المکتبۃ السلفیہ لاہور کے مالک و مدیر محترم حافظ احمد شاکر صاحب لکھتے ہیں۔......''چنانچہ مرکزی جمعیت اہل حدیث سے منسلک افراد اپنی مقامی جماعت کو جمعیت اہل حدیث کے نام سے سال بھر متعارف کرواتے' اس کے نام سے (مقامی) جلسے کرواتے اور اسی نام سے حسب توفیق مسلکی لٹریچر کی اشاعت کرتے' پھر سال یا دو سال کے بعد کسی شہر میں ایک کانفرنس کا انعقاد عمل میں لایا جاتا' جس کی میزبانی کے لئے ہر شہر کی جماعت کا ہر شخص مستعد ہوتا۔اسے مرکزی جمعیت اہل حدیث کی سالانہ کانفرنس کا نام دیا جاتا۔''

ہر کانفرنس کا صدر استقبالیہ کانفرنس کے پہلے اجلاس میں شہر انعقاد سے متعلقہ تاریخی' جغرافیائی اور مسلکی خدمات کا تذکرہ کرتا اور اپنے رفقائے کار کی طرف سے مہمانوں کو خوش آمدید کہتا۔کانفرنس کی صدارت کے لئے ہر دفعہ ملکی سطح کی کسی اہم علمی اور خاندانی شخصیت کو منتخب کرکے ان کی خدمت میں ''صدارت'' قبول فرمانے کی درخواست کی جاتی۔صدارت کا اعزاز قبول کرنے والے حضرات گرامی کانفرنس کے پہلے اجلاس کی صدارت بایں انداز فرماتے کہ خطبہ صدارت ارشاد فرماتے۔جس میں وہ مسلک کی حقانیت' محدثین سے تعلق اور انکی خدمات کا بھی تذکرہ فرماتے۔مرکز کی افادیت' اہمیت' خدمات اور اس کے مقاصد پر سیر حاصل تبصرہ بھی کرتے اور اصلاح احوال کی تجاویز سے بھی مرکزی جمعیت اہل حدیث کو نوازتے''

مولانا محمد اسحاق بھٹی صاحب استقبالیہ وصدارتی خطبات کی اہمیت پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں خطبہ استقبالیہ اور خطبہ صدارت کو کانفرنس کی اصل روح قرار دیا جاتا ہے۔خطبہ استقبالیہ میں مہمانوں کا خیر مقدم کیا جاتا ہے اور حاضرین کو مقامی طور سے جماعتی' سیاسی اور تاریخی و

معاشی حالات اور بعض دیگر کوائف سے مطلع کیا جاتا ہے۔ جبکہ خطبہ صدارت میں جماعت کی پالیسی اور گذشتہ کارکردگی پر روشنی ڈالی جاتی ہے اور عملی وحرکت کے آئندہ منصوبوں کی تفصیلات بیان کی جاتی ہیں۔ پھر وہ صدارتی تحریریں جماعت کی ایک مستقل تاریخ کی حیثیت اختیار کر لیتی ہیں، جن کی روشنی میں آئندہ نسلیں اور جماعتی ارکان اپنا لائحہ عمل تیار کرتے ہیں۔ اپنے ماضی کے بزرگوں کے کارنامے پڑھتے ہیں اور انہیں اپنے لئے مشعل راہ بناتے ہیں''

اس فکر کو ملحوظ رکھ کر جماعت اہل حدیث کے والا وشیدا اور محسن، مؤرخ اہل حدیث مولانا محمد اسحاق بھٹی مرحوم ومغفور نے پیش نظر کتاب ''استقبالیہ وصدارتی خطبات'' کو مرتب کیا ہے۔ اگرچہ کرنے کا یہ کام مرکزی جمعیت اہل حدیث کے ارباب اختیار کا تھا لیکن اس مشینی اور سیاسی دور میں کسی کے پاس اس طرح کے علمی کام کرنے کی فرصت کہاں؟ اس وقت جماعت اہل حدیث میں بڑے بڑے لکھاری اور محقق ہیں لیکن کسی نے اس طرف توجہ مبذول نہیں کی آخر یہ عظیم کام بھی محترم بھٹی صاحب نے محنت شاقہ سے سرانجام دے دیا۔ یہ کتاب تئیس اہل حدیث کانفرنسوں کے خطبات استقبالیہ اور صدارتی خطبات کا مجموعہ ہے۔ اس میں بڑے بڑے نامی علماء کے خطبات شامل ہیں جنہیں پڑھ کر جماعت اہل حدیث کی دینی، سیاسی اور فکری مساعی کی تگ وتاز کا پتا چلتا ہے۔ کتاب اپنے مندرجات کے اعتبار سے بہت عمدہ ہے۔ جماعتی اور تاریخی ذوق رکھنے والوں کے لئے یہ کتاب خاصے کی چیز ہے۔ کسی نے سچ کہا ہے کہ زبانی گفتگو تو ہوا میں تحلیل ہو جاتی ہے اور لکھا ہوا ہمیشہ محفوظ رہتا ہے۔ محترم بھٹی صاحب نے جس محنت، خلوص اور محبت سے اس کتاب کو مرتب کیا ہے اس سے ان کی مرکزی جمعیت اہلحدیث سے بے لوث وارفتگی اور مثالی تعلق کا اظہار ہوتا ہے۔ کتاب کا ''کلمہ ناشر'' مولانا حافظ احمد شاکر صاحب نے لکھا ہے اور اسے شائع کرنے کا اعزاز مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانی رحمۃ اللہ علیہ کے قائم کردہ ادارہ المکتبۃ السلفیہ شیش محل روڈ لاہور کو حاصل ہے۔ کتاب کے صفحات 368 اور سن اشاعت فروری 2012 ہے۔

تذکرہ مولانا غلام رسول قلعوی

مولانا غلام رسول قلعوی رحمۃ اللہ علیہ کا شمار اپنے دور کے فحول علمائے کرام میں ہوتا

تھا۔وہ عالم دین بھی تھے، مبلغ اسلام بھی، توحید وسنت کے داعی بھی، تصوف وسلوک کے رمز شناس بھی، مستجاب الدعوات بزرگ بھی، ولی اللہ بھی، عابد و زاہد بھی، بلاشبہ مولانا غلام رسول اپنے اوصاف وکمالات کے اعتبار سے اونچے مقام و مرتبہ کے عالم دین اور ولی اللہ انسان تھے۔انہوں نے گوجراں والا اوراس کے گردنواح میں اپنے وعظ کی اثر آفرینی اور توحید وسنت کے مواعظ سے بے شمار لوگوں کے عقائد کی اصلاح کرتے ہوئے انہیں دین اسلام کی تعلیم سے آشنا کیا۔یہی وجہ ہے کہ ڈیڑھ سو سال ہونے کو آیا ان کی تبلیغی مساعی کے اثرات آج بھی اس علاقے میں نمایاں دکھائی دیتے ہیں۔قلعہ میہاں سنگھ میں ان کی پرشکوہ مسجد اوراس کے خادم حافظ حمید اللہ صاحب آج بھی ان کی باقیات الصالحات کی صورت میں لوگوں کی محبت وتوجہ کا مرکز ہیں۔

پیش نگاہ کتاب مولانا غلام رسول رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح اور حالات و واقعات کا خوب صورت مجموعہ ہے اسے محترم مولانا محمد اسحاق بھٹی صاحب نے نہایت محبت وعقیدت اور جاں فشانی سے مرتب کیا ہے۔کتاب اڑتیس ابواب پر مشتمل ہے۔اس میں مولانا مرحوم کی ولادت، خاندانی حالات، تحصیل علم، اساتذہ کرام، تحصیل علم کے لئے دہلی روانگی، حضرت میاں صاحب نذیر حسین دہلوی کی خدمت میں، تحصیل علم کے بعد وعظ وتذکیر کی مجالس، مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ میں حاضری اور وفات وغیرہ پر بڑی تفصیل سے معلومات کو احاطہ تحریر میں لا کر مولانا مرحوم کی زندگی کے گوشوں کو اجاگر کر کے ان کی زندگی کا خوبصورت نقش قارئین کے سامنے لایا گیا ہے۔کتاب میں مولانا قلعوی کی قبولیت دعا کے واقعات بھی بیان کئے گئے ہیں۔مولانا قلعوی مرحوم فارسی اور پنجابی کے قادر الکلام شاعر بھی تھے اس کتاب میں ان کے پنجابی اور فارسی کلام کو بھی نمونے کے طور پر دے دیا گیا ہے۔ان کا ایک مشہور شعر ہے۔

دلا غافل نہ ہو یک دم یہ دنیا چھوڑ جانا ہے
باغیچے چھوڑ کر خالی زمین اندر سمانا ہے

حقیقت یہ ہے کہ اس کلام کو پڑھ کر قبر وحشر کا نقشہ سامنے آ جاتا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں انہوں نے جو اشعار کہے تھے اس سے ان کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بے پناہ

محبت کا اظہار ہوتا ہے۔ مولانا قلعوی مرحوم کے اس تذکرے کو پڑھ کر روح و قلب میں ایک ایمانی حلاوت محسوس ہوتی ہے۔ کتاب کے صفحات 528 ہیں اور اشاعت اول فروری 2012ء اور ناشر مولانا غلام رسول ویلفیئر سوسائٹی قلعہ میہاں سنگھ ضلع گوجرانوالہ۔

برصغیر میں اہل حدیث کی سرگزشت

تحریک عمل بالحدیث کی داعی جماعت اہل حدیث کی اس خطے میں تعلیمی، تدریسی تنظیمی اور تبلیغی خدمات کا دائرہ بڑا وسیع ہے۔ اس جماعت نے دعوت دین کے ان محاذوں پر خوب دلجمعی سے کام کیا ہے اور نیک نامی حاصل کی ہے۔ کاروان عمل بالحدیث کی تاریخ کو احاطہ تحریر میں لانا اور جن لوگوں نے اس تحریک کے لئے اپنی زندگیاں وقف کئے رکھیں ان کے حالات و واقعات کو بیان کرنا بڑی سعادت کی بات ہے۔ بلاشبہ اسلاف کے واقعات کو بیان کرنا اور اپنے ماضی کو یاد رکھنا سعادت مند اخلاف کا شیوا ہے۔ جماعتی تاریخ کو بیان کرنے سے فکر نکھرتی، نسلیں سنورتی، جماعتیں تشکیل پاتی اور نئی نسل میں ولولہ اور جذبہ پیدا ہوتا ہے۔

جماعت اہل حدیث کے محسن و مؤرخ مولانا محمد اسحاق بھٹی صاحب پرانے دور کے آدمی تھے وہ اپنی قدامت پسندی کے باعث ماضی کو ہمیشہ پیش نگاہ رکھتے۔ انہوں نے جو تصنیفی کام کیا ہے اس میں ان کی اسلاف سے محبت اور جماعت اہل حدیث سے والہانہ لگاؤ کی جھلک نمایاں دکھائی دیتی ہے۔ اس کتاب میں بھٹی صاحب نے اچھوتے اسلوب میں برصغیر میں جماعت اہل حدیث کی تنظیمی، تبلیغی اور تدریسی خدمات کو ضبط کتابت میں لانے کی سعی کی ہے۔

یہ کتاب تیئس ابواب پر مشتمل ہے اس کے مندرجات کچھ اس طرح ہیں۔ متحدہ ہند میں اہل حدیث کی تنظیم اور اس کے جلسے، تقسیم ملک سے قبل دہلی کے دینی مدارس، مشرقی پنجاب کے دینی مدارس، مشرقی پنجاب کے شہید علمائے کرام، کتب خانوں کا ضیاع، مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کا قیام، جامعہ سلفیہ فیصل آباد کا قیام، آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس کے سالانہ جلسوں کے صدور، پاکستان کی مرکزی جمعیت اہل حدیث کی کانفرنسیں اور ان کے صدور، پاکستان

کے چند تدریسی ادارے اور ہندوستان کے چند مدارس۔اس کتاب میں بھٹی صاحب نے اپنی نگارشات کو فقط مرکزی جمعیت اہل حدیث تک محدود رکھا ہے اس ضمن میں آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس (جو 1957 میں مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے) نام سے موسوم کردی گئی تھی) کے قیام (1906) سے لے کر پاکستان کی مرکزی جمعیت اہل حدیث کے قیام (1948) تک کے تمام پہلوؤں کو موقع کی مناسبت سے کہیں اختصار اور کہیں تفصیل کے ساتھ بیان کر دیا گیا ہے۔ پھر 1948ء سے لے کر حال تک کی پوری جماعتی تاریخ کو جو پاکستان سے تعلق رکھتی ہے۔ بیان کر دی گئی ہے۔ پاکستان میں اہل حدیث مدارس کا بھی اچھا خاصہ تعارف کروادیا گیا ہے اور سب سے تفصیلی مضمون جامعہ سلفیہ فیصل آباد کی تاریخ پر لکھا گیا ہے۔اور اس سلسلے کی تمام تفصیل بیان کردی گئی ہے۔344 صفحات کی اس کتاب میں مرکزی جمعیت اہل حدیث کی پوری تاریخ سمیٹ دی گئی ہے۔اس کتاب کی اشاعت اول فروری 2012ء میں المکتبۃ السّلفیہ شیش محل روڈ لاہور کی طرف سے منظر عام پر آئی۔

روپڑی علمائے حدیث

برصغیر پاک و ہند کے مذہبی اور اسلامی حلقوں میں روپڑی خاندان کے علمائے اہل حدیث کو قدر و منزلت کا مقام حاصل ہے۔اس خاندان کے علمائے کرام نے تقسیم ملک سے پہلے اور بعد دین اسلام کی اشاعت' اسلام کے دفاع اور قرآن وسنت کی ترویج میں بڑا کام کیا ہے۔

مولانا محمد اسحاق بھٹی صاحب نے اس کتاب میں مولانا حافظ عبداللہ محدث روپڑی' حافظ محمد اسماعیل روپڑی' سلطان المناظرین حافظ عبدالقادر روپڑی' مولانا محمد حسین روپڑی' مولانا عبدالرحمان روپڑی' مولانا محمود احمد روپڑی' حافظ عبدالوحید روپڑی' حافظ عبدالواحد روپڑی' مولانا حافظ عبدالغفار روپڑی اور مولانا حافظ عبدالوہاب روپڑی اور دیگر روپڑی علماء کا تذکرہ کیا ہے۔ اس کتاب کا سب سے طویل مضمون حضرت حافظ عبداللہ روپڑی کے حالات و واقعات پر محیط ہے۔اس میں حافظ صاحب کے ذاتی حالات' علمی قابلیت' تدریسی و تصنیفی خدمات کو احاطہ تسوید

میں لایا گیا ہے۔ اور حضرت العلام کی بعض تحریروں اور فتاوی کو نقل کر کے ان کے تبحر علمی اور مجتہدانہ صلاحیتوں کو اجاگر کر کے ثابت کیا ہے کہ وہ اپنے دور کے بہت بڑے محدث' فقیہہ مجتہد اور مفتی تھے۔ اسی طرح حافظ محمد اسماعیل سلفی اور حافظ عبدالقادر روپڑی کے تذکار میں ان کی دینی جماعتی اور مسلکی خدمات کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔

روپڑی علمائے حدیث پر یہ کتاب انتیس ابواب پر مشتمل ہے اور اس میں گیارہ علماء کے حالات اور دینی خدمات کا تذکرہ ہے اس ضمن میں جماعتی تاریخ کے بیسیوں واقعات اور بہت سی نامور شخصیات کا بھی ذکر خیر آ گیا ہے۔

روپڑی علمائے حدیث پر یہ کتاب ایک انسائیکلوپیڈیا کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس کتاب کے صفحات 349 ہیں اور یہ پہلی بار مارچ 2013ء میں محدث روپڑی اکیڈمی جامع القدس اہل حدیث چوک دالگراں لاہور کی طرف شائع ہوئی۔

مولانا احمد دین گکھڑوی رحمة الله عليه

مولانا احمد دین گکھڑوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے دور کے عظیم المرتبت عالم دین' کامیاب مناظر' بہترین خطیب اور مسلکی غیرت رکھنے والے غیور عالم دین تھے۔ ان کی ساری زندگی اسلام کی نشر و ترویج' ناموس رسالت کے دفاع اور عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ میں گزری۔ انہوں نے اسلام کے دفاع کے لئے برصغیر پاک و ہند میں عیسائیوں' ہندوؤں' آریہ سماجیوں' قادیانیوں اور دیگر باطل نظریات کے حامل فرقوں سے کامیاب مجادلے' مباحثے اور مناظرے کئے' ایک زمانہ گزرنے کے باوجود ان کی حاضر جوابی' بذلہ سنجی اور علمی رسوخ کے قصے زبان زد عام ہیں۔ مناظروں اور مباحثوں کے علاوہ انہوں نے اپنے وعظ کی اثر آفرینی سے بھی ہزاروں لوگوں کے عقائد باطلہ کی اصلاح کی اور انہیں توحید و سنت کی راہ دکھائی۔ بلاشبہ مولانا احمد دین مرحوم نے بغیر کسی دنیاوی لالچ کے دور دراز علاقوں میں پہنچ کر توحید و سنت کے احیاء اور پیغمبر اسلام کی ناموس کے لئے اپنی زندگی کے شب و روز صرف کئے۔ اس نابغہ عصر عالم دین کی زندگی دلچسپ حادثات و

واقعات کا مجموعہ تھی۔ ان کے حالات وواقعات، تصنیفی خدمات، مناظروں کی دلچسپ روئیداد، انکے خاندانی پس منظر اور جماعتی خدمات کو مؤرخ اہل حدیث مولانا محمد اسحاق بھٹی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کتاب میں سمو دیا ہے۔ پچیس ابواب پر مشتمل اس کتاب میں مولانا احمد دین مرحوم کے متعلق نامور اہل قلم کے تاثراتی مضامین بھی شامل ہیں۔ کتاب فقط مولانا گکھڑوی مرحوم کے تذکرے پر محیط نہیں کتاب کے شروع میں متحدہ پنجاب کے بعض اضلاع کے چند علمائے کرام کا تذکرہ ہے۔ دوسرے باب میں گوجرانوالہ کے بیس جید علمائے کرام کے بارے لکھا گیا ہے ان علمائے کرام کا تعلق مختلف مکاتب فکر سے ہے۔ پھر ایک باب میں مولانا گکھڑوی کے رفقائے کرام کا بڑی تفصیل سے ذکر خیر ہے۔ تصانیف کے حوالے سے ان کی تمام مطبوعہ کتب کا تعارف دیا گیا ہے۔ دیکھنے میں تو یہ کتاب مولانا احمد دین سے متعلق ہے لیکن اس میں بیسیوں افراد کا تذکرہ اور تاریخ اہل حدیث کے کئی گوشے اجاگر ہو گئے ہیں۔ اس کتاب کی اشاعت اول 2011ء میں ہوئی اور اس کے صفحات کی تعداد 247 تھی اور اس کا نقش ثانی بہت سے مفید اضافوں کے ساتھ مارچ 2015ء میں دارابی الطیب گل روڈ حمید کالونی گلی نمبر 5 گوجرانوالہ سے اشاعت پذیر ہوا اس کے صفحات 358 ہیں۔ اس کتاب کے محرک مولانا عارف جاوید محمدی صاحب مبارک باد کے مستحق ہیں کہ انہوں نے جماعت اہل حدیث کے ایک مخلص اور محبّ عالم دین کے بارے مؤرخ اہل حدیث سے یہ کتاب مرتب کروائی۔

چمنستان حدیث

چند سال پہلے مولانا عارف جاوید محمدی حفظہ اللہ نے اپنے رفقاء کی مشاورت سے تاریخ اہل حدیث کی ترتیب اور اشاعت کو عملی جامہ پہناتے ہوئے مؤرخ اہل حدیث مولانا محمد اسحاق بھٹی رحمۃ اللہ علیہ سے ''سلسلہ تاریخ اہل حدیث'' کو مرتب کروانے کا سلسلہ شروع کروایا تھا۔ ماشاء اللہ تھوڑے عرصہ میں اس سلسلے کی چار کتابیں؛ برصغیر میں اہل حدیث کی آمد، برصغیر کے اہلحدیث خدام قرآن، دبستان حدیث اور گلستان حدیث زیور طباعت سے آراستہ ہو کر قارئین سے داد و تحسین حاصل کر چکی ہیں۔ پیش نگاہ اس سلسلے کی پانچویں کڑی ہے۔ چمنستان حدیث سو

علمائے اہلحدیث کے حالات وواقعات پر مشتمل ایک خوبصورت چمنستان ہے۔ کتاب کے شروع میں حضرت میاں صاحب کے پندرہ نامور تلامذہ کا تذکرہ ہے جن میں سید امیر حسن سہسوانی' سید عبدالباری نقوی سہسوانی حافظ محمد لکھوی' مولانا محی الدین عبدالرحمٰن لکھوی' مولانا عبدالجبار غزنوی' مولانا عبدالجبار عمر پوری' نواب وحید الزماں' قاضی محمد خان پوری' مولانا عبدالواحد غزنوی اور قاضی ابواسماعیل یوسف حسین خان پوری کے نام نمایاں ہیں ان کے علاوہ دیگر تینتیس (33) خدام حدیث اور پچاس سے اوپر موجودین کا ذکر خیر ہے۔ مرحومین اور موجودین کا تعلق پاکستان ہندوستان اور نیپال سے ہے۔ کتاب معلومات سے بھرپور ہے۔ ہر شخصیت کا تذکرہ اس کے مقام ومرتبہ کے مطابق کیا گیا ہے۔ اکابر اور اصاغر کے تذکرے سے مزین اس کتاب کا ایک ایک لفظ بھٹی صاحب کی علمائے اہل حدیث سے محبت کی عکاسی کرتا ہے۔ معلومات کے ساتھ ساتھ بھٹی صاحب کے اسلوب نگارش کی ندرت اور لطائف وواقعات نے اس کتاب کے ادبی حسن کو چار چاند لگا دیئے ہی۔ مکتبہ قدوسیہ کے مالک مولانا عمر فاروق قدوسی صاحب کے الفاظ میں اس چمنستان میں قسماقسم کے پھول مہک رہے ہیں اور اپنی سحر انگیز خوشبو سے ماحول کو معطر کر رہے ہیں اس کے باغباں جناب مولانا محمد اسحاق بھٹی ہمارے خصوصی شکریے کے مستحق ہیں' چمنستان حدیث کا مقدمہ مولانا عبدالخالق المدنی الکویت نے لکھا ہے جس میں ''اسلام میں سند کی اہمیت'' کے موضوع پر بڑی عمدہ بحث کی گئی۔

کتاب کے صفحات کی تعداد 805 ہے اور اشاعت اول مکتبہ قدوسیہ اردو بازار لاہور کی طرف سے مئی 2015 میں کی گئی ہے۔

تذکرہ مولانا محی الدین لکھوی رحمۃ اللہ علیہ

مولانا محی الدین لکھوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے اوصاف وکمالات کے اعتبار سے ایک ولی اللہ انسان اور لکھوی خاندان کے گلِ سرسبد تھے۔ انہوں نے اپنے عمل وکردار سے اپنی خاندانی روایات کی خوب پاسبانی کی اور نیک نام ہوئے۔ ان کی دعوتی وتبلیغی خدمات کا دائرہ بڑا وسیع ہے۔ جسے مؤرخ اہل حدیث مولانا محمد اسحاق بھٹی صاحب نے ضبط کتابت میں لانے کی سعی کی ہے۔

اگرچہ یہ تذکرہ مولانا محی الدین لکھوی کے حالات و واقعات پر محیط ہے لیکن اس میں لکھوی خاندان کی تین سو سالہ دعوتی، تبلیغی، تصنیفی، قرآنی اور حدیثی خدمات سمٹ آئی ہیں۔ لکھوی خاندان میں بڑے بڑے نامی علماء پیدا ہوئے ہیں۔ ان میں حافظ بارک اللہ لکھوی، حافظ محمد لکھوی، مولانا محی الدین عبدالرحمان لکھوی، مولانا عبدالقادر لکھوی، مولانا محمد علی لکھوی المدنی مولانا معین الدین لکھوی وغیرہ کے نام نمایاں ہیں دورے حاضر میں ڈاکٹر عظیم الدین لکھوی، ڈاکٹر حماد لکھوی اور حمود لکھوی صاحب اس خاندان کی قابل قدر اور نمایاں شخصیات ہیں اور وہ اپنے دائرہ کار میں رہتے ہوئے دعوت دین کا کام کررہے ہیں۔ ان کے علاوہ کتنے ہی لکھوی علمائے کرام ہیں جو درس و تدریس اور وعظ و تبلیغ میں مصروف ہیں۔ عالمی شہرت کے حامل قاری نوید الحسن لکھوی مدرس جامعہ سلفیہ فیصل آباد کا تعلق بھی لکھوی خاندان سے ہے برصغیر پاک و ہند میں اس وقت جو اہل حدیث علمائے کرام دعوت دین میں مصروف ہیں وہ بالواسطہ یا بلاواسطہ لکھوی خاندان سے فیض یافتہ ہیں۔ تقسیم ملک سے پہلے لکھوکے ضلع فیروز پور میں مدرسہ محمدیہ اہل علم کی توجہ کا مرکز تھا اور لکھوی علماء سے پڑھنا فخر و اعزاز سمجھا جاتا تھا۔ بلاشبہ لکھوی خاندان پر بھٹی صاحب کی یہ کاوش بہت سے تاریخی حقائق و واقعات پر مشتمل ہے۔

اس کتاب کے صفحات 457 اور سن اشاعت 2015 ہے اور ناشر ہے مکتبہ اسلامیہ حادیہ حلیمہ سینٹر غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور

بھٹی صاحب کی بیماری اور وفات

مولانا محمد اسحٰق بھٹی رحمۃ اللہ علیہ نے بھرپور طریقے سے زندگی کی 91 بہاریں بسر کیں۔ ان کی صحت بہت اچھی تھی جوانوں سے بڑھ کر عزم و ہمت رکھتے تھے اور ان کا قلم بڑی تیزی سے چلتا تھا اور وہ اپنی زندگی کے آخری دور میں بھی علمائے اہل حدیث کے تذکار پر کئی کتب احاطہ تحریر میں لے آئے تھے۔ کچھ عرصہ پہلے راقم کو ٹیلی فون پر کہنے لگے کہ شخصیات پر میری آخری کتاب ''بوستان حدیث'' ہوگی جو تکمیل کے بعد کمپوزنگ کے مراحل میں ہے۔ اس کے بعد غزنوی علماء پر کتاب لکھوں گا۔ اس سلسلے میں انہوں نے راقم کو حکم دیا کہ میں ان کی کتاب فقہائے ہند کی تیرہویں

صدی کے حصہ دوئم سے مولانا عبداللہ غزنوی کے حالات فوٹو کاپی کروا کر بجھواؤں۔ میں نے بھٹی صاحب کے حکم کی فوری تعمیل کی اور اس کی وصول پر ان کا محبت بھرا فون آیا۔ چند روز پہلے ان کا فون آیا کہ میاں باقر کے مدرسے کا نام کیا ہے میں نے ان کو بتایا کہ ''مدرسہ خادم القرآن والحدیث جھوک دادو طور'' تو بڑے خوش ہوئے۔ ان سے میل ملاقات اور سلام و پیام کا سلسلہ چلتا رہتا تھا وہ راقم پر بڑی شفقت فرماتے اور گاہے گاہے تحریر و نگارش کے سلسلے میں مفید مشورے دیتے۔ انہوں نے اپنی کتاب ''چمنستان حدیث'' میں راقم کے بارے ایک مضمون بھی لکھا تھا جس میں میرے حالات زندگی کے ساتھ ساتھ میری کتابوں کا شاندار طریقے سے تعارف کروایا تھا۔ اس کے علاوہ ''چمنستان حدیث'' کے کئی مقامات پر میرا تذکرہ کیا ہے۔ ان سے میری دوستی کوئی بیس برسوں پر محیط تھی اس عرصے میں میں نے ان کو نہایت قریب سے دیکھا' ان کے ساتھ اسفار بھی کئے' طویل مجالس میں بھی بیٹھا میں نے ان کو ہمیشہ مخلص پایا مجال ہے جو انہوں نے کبھی کسی دوسرے کی برائی کی ہو جس کا بھی تذکرہ کیا نہایت اچھے الفاظ میں کیا وہ جماعت اہل حدیث کے تمام گروہوں میں اکابر اور اصاغر کے ہاں مقبول اور محترم تھے۔ 21 دسمبر پیر کو مجھے ان کے برادر صغیر جناب سعید بھٹی صاحب نے ان کی بیماری کی اطلاع دی اور ساتھ ہی ان کا ہی پیغام دیا کہ مولانا ارشاد الحق اثری صاحب سے پوچھ کر بتاؤں کہ پیشاب کی نالی کی وجہ سے نماز کی ادائیگی کس طرح کروں۔ میں نے اثری صاحب سے مسئلہ پوچھ کر محترم سعید بھٹی صاحب کے ذریعے بات ان تک پہنچادی۔ شام تک سعید بھٹی صاحب اور لقمان بھٹی صاحب سے کئی بار رابطہ ہوا اب ان کی حالت بہتر ہوگئی تھی۔ لیکن اگلے روز نماز فجر کے وقت برادرم حافظ فاروق الرحمان یزدانی صاحب نے ان کی وفات کی خبر سنا کر غمزدہ کر دیا۔ اس طرح ایک تاریخ ساز عہد کا خاتمہ ہوگیا۔ مولانا محمد اسحاق بھٹی صاحب کی ایک نماز جنازہ ناصر باغ لاہور میں 22 دسمبر 2015ء کی دوپہر ادا کی گئی۔ جو محترم ڈاکٹر حماد لکھوی صاحب نے پڑھائی۔ جبکہ ان کے آبائی گاؤں منصور پور ڈھیسیاں جڑانوالہ میں نماز عشاء کے بعد شیخ الحدیث حافظ مسعود عالم حفظہ اللہ تعالیٰ کی اقتداء میں نماز جنازہ ادا کی گئی دونوں جگہ علماء عوام اور صحافتی حلقوں سے تعلق رکھنے والے سینکڑوں افراد نے شرکت کی۔ قبر پر دعا مولانا فاروق الرحمٰن یزدانی صاحب مدرس جامعہ سلفیہ نے کروائی اللہ تعالیٰ بھٹی صاحب کی قبر کو جنت کا باغیچہ بنائے (آمین ثم آمین)